يَا أَيُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ
اے نبی ﷺ کفار ومنافقین سے جہاد کرواوران کے خلاف سخت رہو

شہادت حسین رضؓ کا پس منظر

از

مفتی محمد سجاد حسین القاسمی

سجاد چاریٹیبل ٹرسٹ بنگلور۔۴۳

نام کتاب	:	شہادت حسین کا پس منظر
مصنف	:	مفتی محمد سجاد حسین القاسمی نان پوری مقیم حال بنگلور کرناٹک (انڈیا)
پہلی اشاعت	:	جولائی ۲۰۲۴ء
تعداد	:	۱۰۰۰
قیمت	:	۲۵/روپئے
سلسلہ مطبوعات	:	باہتمام: مکتبہ سعدین یاسین نگر بنگلور۴۳

Shahadat-e-Hussain Ka Pas-e-Manzar

By:

Mufti Md Sajjad Hussain Qasmi

انتساب

میں اَپنی اِس کتاب کو زندگی سے زیادہ عزیز ''پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام اور اپنے جملہ حق و انصاف پسند نیز تمام اَساتذۂ کرام ،دانشوران قوم وملت اور اپنے والدین ماجدین کے نام منتسب کرتا ہوں ،جن کے آغوشِ تربیت وتوجہات کے طفیل بندہ کو'' وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا'' پر عمل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی !!!

مفتی محمد سجاد حسین القاسمی ناپوری
بانی ومہتمم جامعہ دار الثقلین ہیگڈے نگر بنگلور
بانی وصدر سجاد چاریٹیبل ٹرسٹ رجسٹرڈ بنگلور
بانی وایڈیٹر'' ماہنامہ ندائے طیب' اردو نیوز پیپر، بنگلور
مؤرخہ ۵/محرم ۱۴۴۵ھ
مطابق: ۵/جولائی 2024ء
شب جمعہ، بوقت 2.40:

شہادت حسینؓ کا پس منظر

دور نبویﷺ میں مکہ کی حالت : چھٹی صدی عیسوی کا دور جاری تھا۔ساری دنیا میں ظلمت کے گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی۔بت پرستی،شرابنوشی ،زنا کاری، بدمعاشی، عام تھی۔حتی کہ اس کائنات میں بنائی گئی سب سے پہلی ''ام القریٰ''بستی''مکۃ المکرّمہ بھی فحاشی،اور بے راہ روی کا شکار تھی۔حتی کہ اس شہر کی دنیا کی وہ سب سے پہلی عبادت گاہ اور مسجد''خانہ کعبۃ'' بھی ایک اللہ کے نعرہ سے سبکدوش ہوکر بت پرستوں کے من مانی چال کے مطابق مندر میں تبدیل ہو چکا تھا۔اگر چہ اس خانہ خدا کا احترام لوگوں کے دلوں میں باقی تھا۔اس کا طواف بھی جاری تھا۔لیکن اس کا طریقہ الٰہی طریقہ نہیں رہ گیا تھا۔بس من مانی طریقہ جہالت رائج تھا۔یہاں تک کہ لوگ اس گھر قبروں سے مردوں کی کھوپڑی نکال کر اسے پیالہ بنا کر اس م یں شراب پی پی کر ننگے طواف کرنے کو بھی ثواب سمجھتے تھے۔لڑکیوں کو زندہ در گور کر دینا،بھی کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا تھا۔یعنی ہر طرح کی انفرادی،اجتماعی اور سماجی برائیاں عروج پر تھیں۔

حضورﷺ کا تولد اور رسالت : ایسے ظلمت کے دور میں ساری دنیا کے گمراہ لوگوں کی ہدایت کیلئے ساری دنیا کے پیغمبر آخر الزماں حضرت محمدﷺ مکہ کے ایک نیک خاندان قریش میں عبداللہ کے پشت مبارک سے بی بی آمنہ کے گود میں صحیح ترین قول کے مطابق ۹/ربیع الاول پیر کے دن ۵۰/عام الفیل موافق ۲۰/یا۲۲/اپریل ۵۷۱ عیسوی، بروایت تاریخ دول عرب و اسلام مطابق سن ہندی یکم جیٹھ ۶۲۸/بکرمی کو صبح صادق کے وقت حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے ۵۷۰ برس بعد جنم لئے۔

تاریخ اسلام حصہ اول مؤلفہ میاں صاحب/ص:۱۶/تا ۱۸/پر ہے کہ ماں اور باپ دونوں کا سلسلہ نسب''کلاب'' پر مل جاتا ہے۔آپﷺ کی دادی کا نام''فاطمہ'' اور نانی کا نام''برہ''

تھا۔کنبہ بنو ہاشم تھا۔ برادری کا نام ''قریش'' تھا۔آپ ﷺ اکلوتے اور دریتیم تھے۔۱۲؍ چچا اور ۶؍ پھوپھیاں تھیں۔

والد ماجد ۲۴؍ کی عمر پا کر حضور ﷺ کی پیدائش سے دو ماہ قبل ہی وفات پا گئے۔جبکہ آپ شکم مادر ہی میں تھے۔والد کا ننھیال مدینہ میں تھا۔ بنی نجار خاندان میں بغرض تجارت جاتے ہوئے راستے میں انتقال فرما گئے۔اس کے بعد والدہ نے بھی ۴؍ یا ۶؍ سال پرورش کر کے مکہ و مدینہ کے درمیان ''ابوا'' نامی گاؤں میں مدینہ طیبہ اپنے میکے ملنے جانے کے سفر میں وفات پا گئیں۔والدہ کے بعد ''ام ایمن'' آپ کی باندیؓ خدمت کرنے لگیں۔دادا عبد المطلب پرورش کرنے لگے۔ دوسال پرورش کر کے دادا بھی بعمر ۱۴۰۰؍ انتقال کر گئے۔بکہ آپ ﷺ کی عمر ۸؍ برس دو ماہ دس دنوں کی تھی۔اس کے بعد ان کے بیٹے یعنی آپ ﷺ کے چچا اور حضرت علیؓ کے والد محترم ابوطالب نے آپ ﷺ کی پرورش کی۔آپ ﷺ کو اولا دودھ آپ ﷺ کی والدہ نے پلایا۔ پھر چند دنوں تک ابولہب کی باندی ''ثوبیہ'' نے پلایا۔ جسے آپ ﷺ کی پیدائش کی خوشی پر ابولہب نے آزاد کر دیا تھا۔اس کے بعد حلیمہ سعدیہؓ نے پلایا۔

اس طرح پل بڑھ کر بڑے ہوئے۔عمر نبوت یعنی چالیس سال کی عمر کو پہنچے تو اللہ تعالی نے آپ کو رسول ﷺ بنا کر اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اپنا آخری کلام ''قرآن مجید'' نازل کر کے دنیا سے شرک و بت پرستی کو ختم کر کے حضرت آدمؑ کے لائے ہوئے پہلے دین ''اسلام'' کی اشاعت کے لئے حکم فرمایا۔

دین اسلام کی اشاعت کیلئے اس لئے حکم فرمایا کہ یہی دین اصلی دین وقوانین الٰہی ہے۔یہی دین انسانوں کے لئے اوراس کی پرسکون اور نرامل پوائنٹ پر زندگی کے قیام کیلئے دنیا کی دیگر تمام چیزوں کے حقائق اور ان کی ''لو۔ہائی'' اور ان دونوں کے درمیان معتدل یعنی نارمل پوائنٹ کی جانکاری کر دیتا ہے۔

رسول ﷺ کو رسول منتخب کرنے کی وجہ: اس حقیقت سے اللہ تعالی نے بندوں کو آگاہ کرنے کے لئے حضور ﷺ کو اپنا رسول منتخب اس لئے کیا کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالی نے اپنے نور کی قوت کو برداشت کرنے کی صلاحیت عطا کی تھی۔یہ الٰہی نوری صلاحیت عام لوگوں میں بوجہ بے دینی اور گناہ کے ممکن نہیں تھی۔اگر انسانوں میں سے ایک کو رسول ﷺ منتخب

کر کے عام لوگوں کو شیطانی دشمنی سے آگاہ نہ کرتے تو رب کی ربانیت کا مطلب نہیں رہ جاتا!

علاوہ ازیں تمام مخلوق میں انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس کا اصلی ٹھکانہ ''جنت'' ہے۔ مگر اس جنت میں جانے سے رکاوٹ پیدا کرنے کے لئے ''شیطان'' رکاوٹ ڈالنے والا ہے۔ یہ شیطانی کر کے اس جنت سے انسان کو ایک بار نکلوا کر دشمنی نکال چکا تھا۔ اس لئے اس دنیا کی زندگی میں شیطان سے محفوظ رہ کر، دوبارہ ''جنت'' میں آ کر دائمی زندگی گذارنے کے لئے ہدایات دے کر، اس پر پریکٹیکلی طور پر معلم ومدرس بحال کرنا ضروری تھا۔ اسی لئے حضورﷺ کو اللہ تعالی نے بندوں کی رہنمائی کیلئے اپنا رسولﷺ منتخب کیا۔

تبلیـــــغی عمل میں دشمنوں سے

حفاظت کی ذمہ داری خود رب نے لی : دین متین ''اسلام'' کی اشاعت میں تکلیف دینے والے جاہلوں اور حاسدوں سے حفاظت کی ذمہ داری بھی خود رب کائنات نے اپنے کلام '' یا ایُّھا الَّذِ ینَ بَلِّغْ مَا اُنزِلَ إِلَیكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ أَنْ لَّمْ تَفعَلُ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَا لَتَهٗ وَ اللّٰهُ یَعصِمُكَ مِنَ النَّاسِ أَنَّ اللّٰهَ لَا یَهدِ ی الْقَومِ الْقَومِ الْکٰفِرِینَ ''ہ کے ذریعے لے کر تنبیہ کر دی کہ!

ترجمہ : اے پیغمبر!ﷺ! آپﷺ تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نازل شدہ تعلیمات وہدایات کو لوگوں تک پہنچانے کا م کرتے رہیں۔ اگر یہ کام نہیں کیا تو میری ہدایات کو آپﷺ نے نہیں پہنچایا۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ رسولﷺ ہونے کی نسبت سے محض اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے میرے ہدایات کو لوگوں تک پہنچاتے رہیں۔ اس کام میں دشمنی اور حسد میں آ کر تکلیف دینے والے لوگوں کی دشمنی سے آپﷺ کو خود آپ کا رب حفاظت کرے گا۔ آپ اپنی ذمہ داری نبھاتے رہیں اور جو لوگ ہدایات سے انکار کریں گے تو کافرین لوگوں کو اللہ تعالی ہدایت سے نوازیں گے بھی نہیں!''۔

تبلیغ رسولﷺ اور فتحیابی : اللہ تعالی کی اس ہدایت کے مطابق حضورﷺ نے تبلیغ اسلام شروع کی۔ شروع شروع میں توعکاز، ذی الجار نامی بازاروں میں جا جا کر لوگوں کو مخاطب کر کر کے دین اسلام پیش کرتے رہے۔ مگر پیچھے پیچھے آپﷺ کا چچا ''ابولہب'' جس نے آپﷺ کی پیدائش پر اپنی باندھی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ وہی دشمن بن کر چلتے ہوئے مذاق

اڑا تا لوگوں کو بھڑکاتے ہوئے کہتا تھا کہ معاذ اللہ! یہ بے دین ہو گیا ہے۔

اسی طرح کعبہ کے حج کرنے آنے والے حجاج کرام سے مل مل کر دین اسلام کی تعلیم پیش کرتے رہے۔لیکن لوگ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے اور کہتے کہ پہلے اپنے خاندان والوں کو تو مسلمان بنالو!! لیکن آپ ﷺ اپنا کام جاری رکھا۔نبوت کے دسویں سال میں حج کے بڑے مجمع میں لوگوں کو آپ نے جمع کر کے بہترین اور دلسوز خطبہ تبلیغ دے کر اکثر لوگوں کو دین اسلام کے متوالا بنادیا۔

۶۳ر سال کی حیات مبارکہ میں مکہ اور مدینہ دونوں شہروں کو پہلے فتح کیا۔دنیا کی اس پہلی مسجد خانہ کعبہ کو گندگی سے پاک وصاف کر کے پھر سے سجدۂ الٰہی کے لئے تیار کر دیا۔اسی طرح کعبے کی حفاظت کیلئے اسلامی سپاہی بھی تقریبا سوا لاکھ کی تعداد میں تیار کر دی۔عشرہ مبشرہ کے علاوہ ان اصحاب میں سے حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ خصوصی معاونین میں سے ہوئے۔

حضور ﷺ کی زندگی میں شرک وکفر کی ظلمت کو جب رسول ﷺ نے دور کیا تو شہد کی مکھی جس طرح شہد نکالتے وقت بھنبھناتی پھرتی شہد نکالنے والوں کے بدن میں لپٹتی ہے۔اسی طرح اپنوں اور غیروں دونوں جماعتوں میں سے وہ لوگ جن کی سرداری اور ناموری کی پگڑی اتر رہی تھی۔نہایت شد و مد کے ساتھ سید الکونین ﷺ کے خلاف ہوئے۔حتی کہ آپ ﷺ کے قتل کے درپے ہو گئے۔

آپ ﷺ کی نبوت کی جگہ ہڑپنے والے تاریخ بن خلدون ر ج ۲ر ص: ۱۶۶ر کے بقول ''یمامہ'' سے مسیلمہ کذاب، بنواسد میں ''طلیحہ بن خویلد'' جیسے کافرین لوگ بھی مخالفت میں سامنے آکر براہ راست رسالت ونبوت ہی کی چوری کی اور نبوت کا دعوی کر دی۔آپ ﷺ کسی کی مخالفت سے ٹس سے مس نہ ہوئے۔تنہا مکہ کے قریشی خاندان سے نکل کر تبلیغ اسلام تسلسل کے ساتھ کرتے رہے۔دس سال تک مکہ میں جب کامیابی نہ ملی، تب اللہ تعالی کے حکم سے شہر بدل کر ہجرت کر کے مدینہ جا کر وہاں سے تبلیغ اسلام کیلئے معاونین کو پیدا فرمایا۔اس طرح آپ ﷺ مدینہ منورہ پہنچ کر دین اسلام کی تبلیغ شروع کی۔

اللہ تعالی چاہتے تو مکہ میں بھی آپ ﷺ کیلئے راہ ہموار کر سکتے تھے۔مگر آپ ﷺ معلم کائنات

تھے۔آپ ﷺ رسول تھے۔اس لئے براہ راست اللہ کی مدد پہنچ جاتی تھی۔مگر آپ ﷺ کے بعد آپ کے اصحاب وعام مسلمان رسول نہیں ہوں گے۔اس لئے ان کو اپنے وقت میں تبلیغی کام کیلئے نہایت مشقت اٹھانی پڑے گی۔اس کے لئے نمونہ اور ایسے حال میں طریقۂ کار کی تعلیم کی ضرورت تھی۔اسی وجہ سے آپ ﷺ کو تبلیغ دین میں مشقتیں برداشت کرنی پڑیں اور شہر سے نکل کر دوسرے شہر سے مدد حاصل کرنی پڑی۔

چنانچہ آپ مکہ سے دس سالوں بعد مدینہ منورہ پہنچ کر وہاں سے تبلیغ اسلام شروع کی۔اس وقت مدینہ میں بروایت مولانا میاں صاحب تاریخ اسلام ۱/ص:۷۸/ مذہب کے لحاظ سے دو قسم کے لوگ تھے۔ایک: مشرک۔دوسرے یہودی لوگ۔مشرکین کے دو خاندان''اوس''ور''خزرج'' رہتے تھے۔اسی طرح یہودیوں کے بڑے بڑے تین خاندان''بنونضیر۔بنوقینقاع،اور بنوقریظہ'' رہتے تھے۔ان میں سے مشرکین کے دو خاندان''اوس اور خزرج'' کے لوگ اسلام قبول کر کے مکہ سے جانے والے مہاجرین مسلمانوں کی مدد کر کے اپنا نام اسلامی نام''انصار'' پائے۔

مدینہ منورہ کے ان انصاریوں کی مدد سے مسلمانوں کا جم غفیر ہو گیا۔آپ ﷺ نے مدینہ/قدیم نام''یثرب'' سے دین اسلام کی اتنی تیزی کے ساتھ تبلیغ کی کہ اپنے وطن اصلی''مکہ'' کو بھی فتح کر کے اسلام دین میں شامل کر کے مکہ ہی کو سنٹرل بنا کر دین اسلام کی باضابطہ تبلیغ جاری رکھتے ہوئے مدینہ کو اسلامی حکومت کا پہلا صوبہ بنالیا۔بلکہ مدینہ منورہ سے مخالفین اور حاسدین یہودیوں نے نہایت شدومد کے ساتھ مخالفت کی۔۴ ہجری میں مدینہ کے بنونضیر قبیلۂ یہود نے آپ ﷺ کے قتل کی سازش کی۔حضور ﷺ کو اللہ تعالی نے یہ خبر جبرئیل امینؑ کے معرفت دے کر مشرکن و یہودیوں سے مدینہ کو پاک کرنے کے لئے حکم جاری کر دیا۔

چنانچہ حضور ﷺ نے اللہ تعالی کے حکم سے انہیں مدینہ منورہ سے نکال باہر بھی کیا۔کہتے ہیں کہ بنونضیر یہودی قبیلہ کے لوگ اتنے مجبور ہو گئے کہ چھ سو اونٹوں پر اپنے گھروں کے سامان واسباب لادکر اپنے گھروں کو ازخود گرا گرا کر،باجے بجاتے ہوئے نکل کر''خیبر'' میں جا بسے!

اس طرح،مدینہ،اطراف،مکہ اور اطراف مکہ اور آس پاس کے تمامی علاقوں تک اپنی تقریر و تحریر اور موقع بموقع جنگوں کے ذریعے فتحیابی حاصل کر لی۔مکہ مکرمہ کو بھی اتنا پاک وصاف کر دیا کہ اس کے اطراف میں فرشتوں کی طرف سے بحکم الٰہی متعین کردہ اور نشان زدہ حدود حرم پر نشانات

بھی لگا کر مکہ کے حرم شریف میں مشرکوں اور کافروں کے داخلے کو بھی ممنوع قرار دے دی۔

ساتھ ہی مدنہ میں جواب تک نماز مویشی خانہ میں پڑھی جاتی تھی۔اس کو چھوڑ کر سہل اور سہیل دو یتیم بچوں سے زمین خرید کر مسجد نبوی کی تعمیر کر کے اب اسی کو مرکز اسلام مقرر کی۔اسی دوران بیت المقدس سے کعبۃ اللہ کو قبلہ اللہ تعالی نے مقرر کر دی۔

مسلمانوں کی عام مخالفت ۲ ؍ہجری سے مخالفین نے تیز کر دی۔مدینے پر حملے کا خطرہ تھا۔اس وجہ سے حضور ﷺ نے بھی حفاظت و مدافعتی تدابیر اختیار کیں۔اس کیلئے مدینہ کے اطراف کے قبائل سے حضور ﷺ نے معاہدہ کیا کہ ''اگر کوئی قوت حملہ کرے گی تو مسلمان انکی مدد کریں گے۔اسی طرح جب مسلمان کی ضرورت ہوگی، تو وہ مسلمانوں کی مدد کریں گے''۔اسی طرح اسی سن میں ''ذوالعسیر ہ'' جا کر آپ ﷺ نے بنی مدلج'' بھی معاہدہ کی۔

مگر ایک مہینے کے بعد ہی اس معاہدہ کو مکہ کے ایک رئیس ''کرر بن جار فہری'' نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر کے توڑ دی۔رسول اللہ ﷺ نے اسی سن میں پھر عبد اللہ جحش کی نگرانی میں بارہ آدمیوں کو قریش کے کارواں تجارت کی نقل وحرکت کی معلومات کیلئے بھیجا۔اس لشکر سے قریشی چند تاجر شام سے تجارت کر کے واپس آ رہے تھے۔عبد اللہ نے ان پر حملہ کر کے ایک کو قتل کر کے دو کو گرفتار کر کے حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔لیکن حضور ﷺ کو عبد اللہؓ کا یہ کام پسند نہیں آیا۔

چونکہ عبدللہ کے ہاتھوں قتل و گرفتار ہونے والے لوگ قریشی معززین تھے۔ویسے بھی قریشی مخالفین مدینے پر حملہ کرنے کے لئے پلاننگ کر ہی رہے تھے۔اس واقعہ سے وہ لوگ مزید مشتعل ہو گئے۔اسی دوران سونے پر سہاگہ مکہ میں یہ خبر اڑ گئی کہ ''مسلمان لوگ قریش کے کاروان تجارت کو لوٹنے آ رہے ہیں''۔اس خبر کو سنکر اہل مکہ کے مخالفین لوگ مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے ایک ہزار سپاہی اور سو سوار کل گیارہ سو افراد کا لشکر ''عتبہ بن ربیعہ'' کی قیادت میں لے کر نکل پڑا۔

رسول مقبول ﷺ کو جب خبر ملی تو آپ ﷺ نے بھی مشورہ کر کے رمضان ۲ ؍ہجری مطابق ۶۲۳ء میں ۶۰ ؍مہاجرین اور باقی انصار مدینہ کے کل تین سو تیرہ جان نثاران صحابہؓ کی فوج کے ساتھ صرف اور صرف دین اسلام کی اشاعت کی خاطر خود اپنے قلب وجگر کے ٹکڑوں سے مقابلے کو نکل کر ''چاہ مدر'' سے کچھ آگے ایک چشمہ کے پاس ٹھہرے۔مخالفین مکہ کی باطل جماعت بھی یہاں پہنچ کر قدیم رواج کے مطابق اہل اسلام اور اہل مخالفین ریشیوں اور خود اپنوں سے مقابلہ

ہوا۔قریشی عامر کے بھائی پہلے تلوار لے کر نکلا۔اس کو حضرت عمرؓ کے غلام نے مارا۔قریش کے سپہ سالار عتبہ کا کام تمام حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے کیا۔اس کے بھائی شیبہ بدبخت کو حضرت علیؓ نے ختم کیا۔عبیدہ بن سعید کو حضرت زبیرؓ نے مارا۔اس کے بعد انفرادی جنگ ختم ہو کر اجتماعی جنگ شروع ہوگئی۔گھمسان کی لڑائی ہوئی۔

سیرت ہشام ے حوالے سے مؤرخ تاریخ اسلام معین نے لکھا ہے کہ اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے ''عبدالرحمٰن'' مسلمان نہیں ہوئے تھے۔مگر حضرت ابوبکرؓ نے دین اسلام کی خاطر اپنی ہی تلوار اپنے ہی لخت جگر ''عبد الرحمٰن'' کے خلاف نیام سے باہر کی۔مگر ابو بکر نے تلوار نہیں چلائی۔جس کا تذکرہ جنگ کے بعد ہوا تو باپسے بیٹے نے اس کا تذکرہ کیا کہ میں باپ کی وجہ سے چھوڑ دیا۔اس پر ابوبکرؓ نے کہا اگر مجھے موقع ملتا تو میں تجھے ختم کر دیتا! جب امیہ قتل ہو گیا تو مخالفین مکہ نے میدان چھوڑ دی۔فتح اہل اسلام کی ہوئی۔اسی جنگ کے اسیران میں فدیہ دے کر بھی جو قید سے باہر نہیں آئے۔ان مجرموں کی سزا حضور مسلم دس لڑکو کو اپنی زبان سکھانے کی دی۔

اس جنگ سے ہارنے کے بعد قریشی مخالفین مزید مشتعل ہو کر تیاری کر کے پھر ایک جنگ لڑے۔جس کا نام غزوۂ سویق ہے۔اس میں بھی بہت سے روؤسائے قریش مارے گئے۔اسکے بعد قریشی فوج کی سرداری ''حضرت امیر معاویہؓ کے والد''ابوسفیان'' بن حرب اموی نے سنبھال کر اہل اسلام کی تاک میں لگا۔

اہل اسلام دن بدن ترقی کرتے رہے۔سن ۲ رہجری میں اب مسلمان بڑی تعداد میں ہو کر مضبوط بھی ہو گئے۔اسی سال رمضان کے روزے بھی فرض ہوئے۔پہلی بار عیدگاہ میں عید کی نماز پڑھی گئی۔حضورﷺ نے حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ۴ ر زرہ کی قیمت کے مہر پر کر کے ایک چارپائی،ایک چمڑے کا گدا،ایک چھاگل،دو چکیں،دو مٹی کے گھڑے جہیز میں دے کر رخصت کی۔

اہل اسلام کو مگر مکہ کے مخالفین قریشیوں وغیرہ سے لگا رہتا تھا۔ابوسفیان کے سردار بیٹے تاک میں تھے۔پھر لگے ہاتھ جنگ احد میدان احد کے پہاڑ میں لڑنی پڑی۔جس میں حضرت حمزہ شہید ہو گئے اور ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے ان کے کلیجے کو چبایا اور دل گردے کا ہار بنا کر پہنی۔جنگ بدر اور جنگ اُحد کے علاوہ سن ۴ رہجری میں مختلف سرایا بھی ہوئے۔

۵ ہجری میں یہودیوں اور مکہ کے قریشی آپ کے خاندان کے دشمنان لوگوں نے عرب کے بڑے بڑے قبائل کو متحد کر کے مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے اہل اسلام پر دس ہزار کا جم غفیر لشکر

نے حملہ کیا۔جس میں باقی ماندہ یہودیوں کے بنوقریظہ کے لوگوں نے اسلام کے باغی'' حی بن اخطب''،بنونضیر کے سردار کے بھڑکانے سے در پردہ غداری کر کے کفار کا ساتھ دیا تھا۔

مگر اہل اسلام اس لشکر کو ماند کردی۔اس کے بعد ٦ ہجری میں صلح حدیبیہ ہوا کفر کی شکست ہوئی۔ بیعت رضوان ہوا۔اسلام بڑھتا رہا۔بادشاہان کے پاس آپ ﷺ نے خطوط کے ذریعے اسلام دین کی تبلیغ کی اور اسے پھیلاتے رہے۔مدینہ کے بنونضیر یہودی قبیلہ مدینہ سے نکل کر خیبر میں پناہ لے کر مخالفین اسلام کا اڈہ بنالیا تھا اور اسلام کے خلاف سازشیں کر رہا تھا۔

اس لئے اس کی سرکوبی کے لئے جمادی الاولی/یا محرم ۷/ہجری میں کم وبیش سولہ سوفوج کے ذریعے اولاحضور ﷺ خود پھر حضرت علیؓ کے ہاتھ اسلامی جھنڈا دے کر غزوۂ خیبر کے یہاں کے یہودیوں بڑے بڑے ٦/ قلعے اور دیگر چھوٹوں قلعوں کو بھی فتح کر لی۔پھر فتح فدک کیا۔اس کے بعد عمرہ کی قضاء کی۔جمادی الاولی ۸/ہجری میں شام کے علاقے میں دمشق اور بلقاء کے قرب وجوار میں ''موتہ'' مقام پہ بیت المقدس کے قریب واقع بصرہ کے گورنر کی طرف سے بھیجی گئی رومی/اٹلی والی عیسائی فوج سے بصرہ میں تبلیغ اسلام کیلئے بھیجے گئے مسلم نبوی ﷺ قاصد ''حضرت حارث''،بن عمیر کے ''شرجیل'' حاکم بصرہ کے شہید کردینے کے سبب پہلی جنگ ''جنگ موتہ'' لڑے۔اسکے بعد ۲۰/رمضان المبارک ۸ہجری کو مکہ کو فتح کر کے پہلی بار اسلامی جھنڈے کے نیچے کعبے کا طواف کیا۔

فتح مکہ کے بعد شوال ۸ہجری کو قبیلہ ہوازن اور بنی ثقیف کے لوگوں نے فتح مکہ کی غیرت پر اہل اسلام پر چڑھائی کرنے کے سبب جنگ حنین لڑے۔اس جنگ میں ہوازن اور ثقیف کے لوگ بھاگ کر طائف میں پناہ لی۔آپ ﷺ نے انکا وہاں ۱۸/روز تک محاصرہ کر کے کمر توڑ کر امن بحال کر کے بغیر فتحیابی واپس ہوئے۔پھر ۹ہجری میں رومیوں عیسائیوں نے شاہ ہرقل اٹلی اور موتہ کے ہارے ہوئے عیسائی مدینہ پر چڑھائی کردی۔اس سبب سے تبوک مقام پہ ان لوگوں سے تاریخ اسلام مؤلہ مولانا معین الدین ندوی/٥٦/ہجری موافق ٦٣٥ء میں تبوک کے مقام پہ غزوۂ تبوک لڑے ۔

حضور ﷺ نے تنہا مکہ کی سرزمین سے کھڑے ہوکر جان،مال عزت وآبرو سبھوں کو داؤ پہ لگا کر دین اسلام کو مکہ،مدینہ اور اطراف مکہ و مدینہ میں دین اسلام کو مکمل پھیلا کر مختصر سلطنت کی تعمیر کر چکے تھے۔یہی نہیں بلکہ بلکہ ہر طرف اپنے مبلغین مقرر فرمائے۔

چنانچہ ''قبیلۂ ہمدان، حدیمہ اور مدحج میں تبلیغ کے لئے'' حضرت علیؓ کو مقرر فرمایا۔ اطراف مکہ میں ''حضرت خالد بن ولید'' کو مقرر فرمایا۔ بحرین میں ''حضرت مغیرہ بن شعبہؓ'' کو مقرر فرمایا۔ عمان میں حضرت عمرو بن العاصؓ کو مقرر فرمایا۔ فارس میں حضرت ''ورین یحنس'' کو مقرر فرمایا۔ حارث بن عبد کلال شہزادۂ یمن میں ''مہار بن ابی امیہؓ'' کو مقرر فرمایا۔

حضور ﷺ کی وفات : اس طرح آپ ﷺ نے کل ۶۳ رسالہ زندگی میں مشرکین اور ظالموں کو مکہ و مدینہ سے باہر کر کے، اسلامی ہدایات وقوانین کو عام کر دی۔ اس کے بعد سورۂ نصر کے نزول کے بعد حضور ﷺ کے وصال کی منجانب اللہ اطلاع دے دی گئی۔ پھر ۲۵/۲۶ رذیقعدہ بروز سنیچر ۱۰ رہجری کو آپ حج کعبہ کیلئے مدینہ منورہ سے نکلے۔ ۴ر ذی الحجہ کو مدینہ منورہ پہنچ کر آپ ﷺ نے آخری اور زندگی کا پہلا حج کیا۔ ۹۔۱۰ر اور ۱۱ر کو آپ ﷺ نے خطبات حج دیں۔ یہی آپ کا آخری خطبہ حجۃ الوداع تھا۔ ۹ رتاریخ ہی کو آیت مبارکہ '' الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دِینا '' نازل ہوئی جس میں دین اسلام کے مکمل ہو جانے کی منجانب اللہ خبر دی گئی۔

اسی آیت سے آپ ﷺ کے دنیا سے پردہ ہو جانے کی بھی خبر مل گئی۔ بروایت خلدون صفر ۱۱ رہجری مطابق ۶۳۲ء کی جب دو راتیں باقی تھیں تو آپ ﷺ کو درد ہوا۔ اس درد میں ازواج مطہرات کے گھروں میں باری باری پھرتے پھراتے حضرت میمونہؓ کے کمرہ میں ٹھہرے۔ تمام ازواج مطہرات نے حالت علالت کا وقت حضرت عائشہؓ کے مکان میں گذارنے کے لئے اجازت دے دی۔

اس کے بعد وہاں سے حضرت عائشہؓ کے مکان میں آپ ﷺ مقیم رہ گئے۔ لوگوں کو سمجھایا بجھایا۔ شہدائے احد پر نماز پڑھی۔ کاغذ قلم منگوا کر مشرکین عرب کو جزیرۂ عرب سے نکالدینے، وفود کو جائزہ دینے کی وصیت کی۔ تیسری وصیت بھی تھی، جسے راوی بھول گئے۔ اس کے بعد درد زیادہ بڑھی۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ کی موجودگی میں حضرت ابوبکرؓ کو آپ ﷺ نے امامت کیلئے بڑھا کر عملاً ان کے خلافت کی تخت نشینی کی طرف اشارہ کر دی۔ اس کے بعد حالت بگڑتی چلی گئی۔

اس کے بعد حضرت عائشہؓ کے مکان میں جا کر حضرت عائشہ ﷺ کی گود میں تکلیف کے سبب سر رکھ کر لیٹ گئے۔ حضرت ابوبکر مسواک دی۔ اسکے بعد پیر پھیلا کر دو پہر کے قریب اس دار فانی سے کوچ کر کے رب کائنات کے پاس چلے گئے اور کائنات کی مخلوق کو اور سوا لاکھ صحابۂ کرام اسلامی

سپاہ کو تیار کر کے ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن وفات فرما گئے۔ حضرت عائشہؓ کے حجرہ مبارکہ میں منگل کے دن دوپہر کے بعد مدفون ہوئے۔

روایت ہے کہ آپ ﷺ کی وفات پیر کے دن گذار کر رات میں انتقال فرمائے، اور بدھ کی رات میں آدھی رات کے وقت دفن کئے گئے۔ حالانکہ اس روایت سے بھی ایک دن اور اگلی رات کی نصف شب ہوئی۔ لوگوں نے نافہمی سے منگل کی رات کے ساتھ اسکے دن کو بھی شمار کر کے تین دن شمار کر لی ہیں۔ جبکہ اس دن آپ ﷺ موجود ہی تھے۔ مؤرخ خلدون کے پاس منگل کے دن دوپہر بعد دفن کئے گئے والی روایت صحیح روایت ہے ﷺ ﷺ ﷺ!!!

عہد رسالت میں ملکی نظام: عہد رسالت میں تو ملکی نظام کی کوئی تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ بس یوں جاننا چاہئے کہ خلافت نبوی ﷺ کے دو صوبے تھے۔ ایک مکہ اور دوسرا مدینہ۔ مدینہ سے مکہ کو فتح کیا گیا اور مکہ ہی کو راجدھانی مقرر کی گئی۔

خلافت راشدہ کا دور

خلیفۂ اول صدیق اکبرؓ: ''دین اسلام اور خلافت الٰہیہ'' کا دور اول حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر شاہ کونین حضرت محمد ﷺ کی وفات پر ختم ہوا۔ اس دور کے خلفائے اسلام انبیائے کرامؑ ہیں یہ دور ''خلیفۃ اللہ'' کے لقب سے موسوم ہوا ہے۔

حضور ﷺ کے بعد خلافت الٰہیہ اسلامیہ کا دو ثانی ''خلافت راشدہ'' سے شرو ہوا۔ یہ دور'' خلافت راشدہ نبوی ﷺ اور'' خلیفہ رسول اللہ ﷺ'' سے موسوم ہوا۔ خلافت راشدہ کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہوئے۔ حضور پر نور ﷺ کے دور میں یہودی اور نصاری لوگوں میں سے نیز اپنوں میں سے چند لوگوں نے مخالفت میں تسلسل کیا۔ اگر چہ یہ لوگ مکہ و مدینہ سے باہر ہو گئے۔ مگر حضور ﷺ اور ان کے لائے ہوئے دین متین ''اسلام'' کے مٹانے کے لئے جان توڑ سازش کرتے رہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسے ہی خلافت کے مسند پر جلوہ افروئے۔ فوراً حضور ﷺ کے مخالفین اور منافقین اسلام نے اسلام دین کو کمزور سمجھ کر مٹانے کے لئے شہد کی مکھی کی طرح بھنبھنانے لگے۔ ابن خلدون کے بقول مکہ میں قریش کے علاوہ کل قبائل مع قبیلۂ غطفان کے عمومی طور مرتد ہو گئے۔ مسیلمہ کذاب پھر سے مضبوط ہو کر باہر نکلا۔ اسود عنسی اور قبیلۂ تمیم کی ایک عورت ''سحاح'' بنت خویلد'' کئی مدعیان نبوت نے پیغمبری جو دعوی حضور ﷺ ہی کے دور میں کیا تھا۔ پھر سامنے آ گئے۔ ان میں سے ''سحاح'' نے مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی۔ مدعی نبوت کاہن ''طلیحہ'' نے تو

مختلف قبائل اور بنی اسرائیل چند قبائل کے لوگوں کو جمع کر کے خصوصا ''قبیلہ طے، اور اسد کے ایک خاص گروہ کو جمع کر کے اپنی الگ جمعیت بنالی۔ ''بنو ہوازن'' نے اور بڑی تعداد میں لوگوں نے زکوۃ دینے سے بھی انکار کر دیئے۔ بنو سلیم کے خاص لوگ بھی اسلام سے پھر گئے۔ یمن، یمامہ، بنو اسد وغیرہ ہر جگہ سے مرتدین کی خبریں آنے لگیں۔ قبیلہ عبس و ذبیان، عبس، بنی اسد و بنی کنانہ کے کچھ لوگ مقام ذی القصہ میں اتر کر ہنگامہ شروع کر دی۔ ان لوگوں نے نمازوں کی رکعتوں میں کم کرنے کے لئے مطالبے شروع کر دیئے۔

مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اوپر ان لوگوں کے شور وغلغلے سے کچھ بھی فرق نہ پڑا۔ بہت سے صحابۂ کرام نے حکمت عملی کے تحت ان مرتدین و ہنگامہ کرنے والے لوگوں سے الجھنا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ مگر حضرت صدیق اکبرؓ نے ان لوگوں کا سختی سے اس طرح تلوار لئے مقابلے کے لئے قسم ہو کر کھڑے ہو کر ایک رکعت نماز بھی کم نہ کرنے، اور مانعین زکوۃ کی گردن اڑانے کو کھڑے ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جواں مردی اور حاکمانہ رویے کے ساتھ کھڑے ہونے سے دشمنوں کو معلوم ہو گیا کہ جس دین کی بنیاد محمد رسول اللہ ﷺ نے رکھی ہے۔ وہ کمزور نہیں، نہایت پختہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ روم، ایران، عراق اور بہت سے علاقے فتح کر لئے۔ اگرچہ اضابطہ حکمرانی قائم نہ ہوئی تھی۔ مگر اسلام دین کی روح مکمل برقرار رہی۔

خلیفۂ اول کی وفات: جنگ یرموک کے جاری رہتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ ربیع الاول ۱۱ ہجری سے جمادی الاول ۱۳ / ہجری تک کل ''دو برس تین مہینے دس دن'' حکمرانی کر کے جمادی الثانی ۱۳ ہجری میں ۶۳ / کی عمر میں بخار کے مرض میں مبتلا ہو کر ۱۵ / دنوں بعد وفات پا گئے۔ آپؓ کا لقب ''عتیق'' تھا۔ آپؓ ولادت نبوی سے دو چند سال ماہ قبل پیدا ہوئے تھے۔ مکہ میں پرورش پائی۔ مالدار تھے۔ وصیت کے مطابق رات میں تجہیز و تکفین ہوئی۔ غسل آپؓ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے دی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ وارثین میں عبد الرحمٰن، عبد اللہ، اسماء، اور عائشہؓ کئی اولادیں ہوئیں۔ آقائے مدنی ﷺ کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالی علیہ رحمتا وواسعًا!

خلیفۂ ثانی عمر فاروقؓ: حضرت ابوبکرؓ کے بعد دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ بن خطاب الفاروقؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وصیتِ ولی عہدی کے مطابق ۲۲ / جمادی الآخر ۱۳ / ہجری کو خلیفہ مقرر ہوئے۔ یرموک کی جنگ نے کافروں کی کمر ویسے بھی توڑ دی تھی۔

سونے پہ سہاگہ حضرت عمرؓ نے مزید دین اسلام کو ترقی کی ۔ملک شام وغیرہ کو بھی لگے ہاتھ فتح کرلیا۔

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ ''دمشق ،مصر،حمص ،بعلبک ، بصرہ،ابلہ،اردن،اہواز، مدائن،تکریت، قنّسرین،حلب،انطاکیہ، مبنج ،سروج ،قرقیسا ،جندیساپور،حلوان،رہی،شمیساط ،حرّان،نصیبین موصل،قیساریہ،نستر،اسکندریہ،نہاوند،آذر بائجان، دینور، ماسبدان، ہمدان،طرابلس الغرب،ری،عسکر،قرمس،کرمان،بجستان،مکران،صجان،اوراس کے اطراف نیز فلسطین اور بیت المقدس تک پرچم اسلام کولہرادیا۔

خلیفۂ ثانی کی وفات : حضرت عمر فاروقؓ کی ترقی کو دیکھتے ہوئے مخالفین و مشرکین نے ''دین اسلام'' کی ترقی کو دیکھتے ہوئے ،حضرت خلیفہ ثانیؓ کو قتل کرنے کی سازش کرنے لگے۔جس میں وہ لوگ کامیاب بھی ہو گئے ۔ چنانچہ سازش کرنے والوں میں سے ایک ''فیروز'' نامی شخص نے مالک مغیرہ کے بارے میں دو درم لینے کی شکایت کی ۔حضرت عمرؓ نے جب معاملہ کی تحقیق کی تو غلطی ''فیروز'' ہی کی نکلی ۔اس لئے آپؓ نے اس کے خلاف فیصلہ سنایا کہ ''دو درہم کافی تھا''۔

حضرت عمرؓ کے خلاف فیصلے پراس نے ''حسد'' میں آ کر حضرت عمرؓ کو قتل کر دینے کا خیال کر کے ،ایک صبح فجر میں حضرت عمر فاروقؓ جب نماز پڑھنے جا رہے تھے۔تب تاک وگھات میں لگ کر'' کو خنجر'' ماردی، جس سے آپؓ زخمی ہو گئے اور اسی زخم کے سبب تیسرے دن بدھ ز ۲۷/ ذی الحجہ بقرعید کو جمادی الاآخر ۱۲/ یا ۱۳/ ہجری مطابق ۶۳۳ء سے ذی الحجہ ۲۳/ ہجری مطابق ۶۳۴ء تک کل ساڑھے دس برس حکومت کر کے بائیس لاکھ اکاون ہزار تیس مربع میل پر دین اسلام کے پرچم لہرا کر حضرت عمرؓ ۶۴/ سال کی عمر میں وفات پا گئے ۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

آپ بات بات میں ''آہ'' سرد طور پر کھینچتے تھے۔ اس وجہ سے ''اواہ'' بھی لقب ہو گیا تھا۔تاریخ اسلام معینی کے بقول نام ''عبد اللہ'' کنیت ،ابو بکر صدیق اور عتیق لقب،والد کا نام ''قحافہ'' تھا۔قریش کی شاخ بنی تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔چھٹی پشت میں حضورﷺ کے نسب سے مل جاتے ہیں ۔ربیع الاول ۱۲/ یا ۱۳/ ہجری میں مسند خلافت پہ متمکن ہوئے تھے۔

حضـــــرت ابو بکرؓ کے عہد کے کا رنامے اور صوبہ جات اسلام : تاریخ اسلام مؤلفہ معین الدین ندوی حصہ اول رص: ۱۳۷؍ کی تحقیق کے مطابق حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عہد رسالت کے نظام حکمرانی کو قائم رکھ کر مخالفین اسلام سے زیادہ مصرف رہے اور دین کو نہایت مضبوط کر کے عوامی طور پر دھاک بیٹھا کر ملکی نظام کو کچھ تقسیم نہ کر کے محض انتظامی سہولت کے لئے ''طائف، صنعا، نجران، حضرموت، بحرین، دومۃ الجندل'' چار صوبوں میں جیسے میں نظام مملکت کو تقسیم کر دیا تھا۔ راجدھانی مکہ ہی رہی۔ بیت المال کیلئے ایک عمارت تعمیر کرائی۔

فوجی نظام قبائیل اور دستوں پہ کی گئی۔ آپ جامع القرآن بھی ہیں۔ جنگ یمامہ میں بڑی تعداد میں حفاظ صحابہ کے شہید ہو جانے کے سبب حضرت عمرؓ کی درخواست پر کاتب وحی حضرت زید بن ثابتؓ کے ذریعے قرآن مجید جو متفرق چیزوں اور جگہوں میں اور لوگوں کے پاس تھا۔ ایک جگہ نہایت اہتمام وصحت کے ساتھ اور ترتیب نزول کے ساتھ کیا۔

حضرت ابو بکر صدیق کے عہد میں ''طائف، صنعا، حضرموت، خولان، زبید و زمع، جند، بحرین، نجران، جرش، دومۃ الجندل'' کل دس صوبہ جات تھے۔

ان میں سے ''طائف'' میں حضرت عثمان بن ابی العاصؓ امیر تھے۔ ''صنعا'' میں مہاجر بن ابی امیہؓ امیر تھے۔ ''حضرموت'' میں زیاد بن لبید انصاری امیر تھے۔ ''خولان'' میں ''یعلی بن منبہ امیر تھے۔ ''جند'' میں ابوموسی امیر تھے۔ ''بحرین'' میں علاء بن الحضرمی امیر تھے۔ ''نجران'' میں جریر بن عبداللہ امیر تھے۔ ''جرش'' میں عبداللہ بن ثور امیر تھے۔ ''دومۃ الجندل'' میں عیاض بن غنم امیر تھے۔

حضرت ابوعبیدہ، شرحبیل، یزید و عمرؓ الگ الگ ایک ایک لشکر کے افسر تھے۔ ان سب کے افسر اعلیٰ ''خالد بن ولیدؓ'' تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی انگوٹھی پر'' نعم القادر اللہ'' کندہ تھا۔

اس طرح حضورﷺ کی وفات کے بعد دین اسلام کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کمزور ہونے نہیں دی اور کسمپرسی کے ابتدائی حالت ہی میں پہاڑ کی طرح کھڑے ہو کر دین کی پوری حفاظت و نظامت کے ساتھ ترتیب سلطنت بھی فرمائی۔

اخیر عمر میں ارباب حل وعقد اصحاب النبیﷺ سے حضرت ابوبکرؓ نے رائے مشورہ لے کر باتفاق رائے حضرت عثمانؓ سے حضرت عمرؓ کی خلافت کیلئے وصیت نامہ لکھوا کر اعلان بھی کر دی۔ اسکے بعد بروایت مروج الذہب کتاب رص: ۲۳۵؍ ہجرت کے تیرہویں رچودہویں سال میں ۶۳ رسال کی عمر میں، وفات پاگئے۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین!

خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضؓ : ابن خلدون/حصہ اول/ص: ۲۲۳/کے بیان کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کی خلافت اور ۲۳/جمادی الثانی ۱۳/ہجری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وصیت کے مطابق بلا اختلاف حضرات صحابہؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ اسلام منتخب کیئے۔اس طرح آپؓ دوسرے خلیفۂ اسلام مقرر ہوئے۔آپؓ کی خلافت ۱۳/ہجری سے ۲۴/ہجری تک رہی ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا نام''عمر''لقب''حضورﷺ نے''فاروق''دیا تھا۔کنیت: ابوحفص قریش عدوی کی شاخ بنی عدی سے تعلق رکھتے تھے۔آٹھویں پشت میں آپ کا نسب نامہ حضور پر نورﷺ سے مل جاتا ہے۔آپؓ ۱۴/ہجری مطابق ۶۳۴ء میں تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔شجرہ نسب'' عمرو بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوئی کعب کے دو بیٹے''عدی ومرہ''مرہ حضورﷺ کے اجداد میں ہیں۔عدی کی اولاد میں سے حضرت فاروق اعظمؓ ہیں۔

ماں کا نام''ختمہ''تھا۔نسب ماں سے''ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرؓ بن مخزوم'' کی بیٹی ابو جہل کے چچا کی لڑکی تھیں۔ہجرت نبویﷺ سے ۴۰/برس اور یوم الفجار سے ۴/برس پہلے پیدا ہوئے۔

آپؓ کی تخت نشینی کے وقت شام اور عراق میں جنگ چھڑی ہوئی تھی۔اسی وجہ سے خلیفہ بنتے ہی آپؓ نے اس کی تکمیل کی۔عمرؓ باضابطہ حکمرانی کی بنیاد ڈال چکے تھے۔عوامی تمام تر سہولیات اور حکومتی حفاظتی شرطیوں کا انتظام کر دیا تھا۔مجلس شوری بھی قائم کر چکے تھے۔اکابر صحابہؓ اس مجلس شوری کے ارکان تھے۔تمام مشرقی علاقے بشمول آرمینیہ، آذر بائیجان، ایران کے بچے گوشے افغانستان ترکستان ماوراء النہر سبھوں پر اسلامی قبضہ ہو چکا تھا۔۱۶/ہجری میں بیت المقدس پر بھی قبضہ کر چکے تھے۔۲۱/ہجری میں عمرو بن العاص کے ذریعے مصر پر بھی قبضہ کر لی۔

مگر جو دین کسمپرسی کے عالم میں مکہ سے شروع ہوا تھا۔وہ دین اب بائیس لاکھا کاون ہزار تیس مربع میل پر حکمرانی کر رہا تھا۔

صوبہ جات : حضرت عمرؓ کے عہد میں دین اسلام کی حکمرانی وسیع ہو کر بہت عظیم بن گیا۔ہندوستان کی سرحد سے لے کر شمالی افریقہ کی حدود تک اسلام کا پرچم لہرا کر نہایت وسیع نظام حکمرانی بنادی۔

آپ کی خلافت کی وسعت مکہ معظّمہ سے شمال جانب ۱۰۳۶/میل مشرق جانب ۱۰۸۷/میل، جنوب میں ۴۸۳ میل، مغرب جانب جدہ تک جس میں

شام، عراق،، جزیرۃ العرب، خوزستان، عجم، آرمینیہ، آذر بائیجان، فارس، کرمان، خراسان، مکران کچھ حصہ بلوچستان سبھوں پر خلافت قائم کر چکے تھے۔

''مکہ'' کے والی نافع بن عبدالحارث، پھر خالد بن العاصؓ ابوجہل کے بھتیجے معزز شخص کو بنایا۔

''مدینہ'' کا والی وہی تھے جو مکہ کے تھے۔

''شام'' کے والی'' پہلے ابوعبیدہ عشرہ مبشرہ مشہور صحابی کو بنایا۔ پھر یزید بن ابوسفیان (معاویہؓ کے سگے بھائی) بنوامیہ کو بنایا۔ اس وقت اس سے بڑھ کر کوئی مدبر نہ تھا۔ پھر امیر معاویہؓ کو بنایا۔

''بصرہ'' کے والی وامیر پہلے عتبہ بن غزوان جنہوں نے بصرہ کو آباد کیا تھا۔ انکو بنایا۔ پھر حضرت ابوموسی اشعریؓ کو بنایا۔

''جزیرہ'' کے والی عیاض بن غنم فاتح جزیرہ کو بنایا۔

''کوفہ'' کا والی سعد بن ابی وقاصؓ حضرت رسول مقبول ﷺ کے ماموں اور عشرہ مبشرہ فاتح جنگ قادسیہ کو بنایا۔

''مصر'' کا والی عمرو بن العاص فاتح مصر کو بنایا جن کی ماتحتی میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بالائی مصر میں تھے۔ جسے ''صعید'' جگہ کہتے تھے۔ اسی طرح نشیبی حصۂ مصر میں دوسرا حاکم ''عمرو بن العاص'' کے ماتحت تھے۔

''یمن'' کا والی ''یعلی بن امیہ عہد صدیقی کے'' خولان'' جگہ کے والی تھے۔ پھر'' جوعلاء بن الحضرمی'' کو بنایا جو پہلے عہد صدیقی میں بحرین کے عامل تھے۔ رسول ﷺ نے اپنے عہد میں انہیں یمن پہ مامور کیا تھا۔

''مدائن'' کا والی نعمانؓ تھے۔

''حمص'' کے والی عمرو بن سعد'' کو بنایا۔

''اصفہان'' کے والی خالد بن حرث وہمانی صاحب بیت المال تھے۔

''سوق الاہواز'' کا والی حضرت سمرہ بن جندبؓ کو بنایا تھا۔

''رملہ'' کے امیر علقمہ بن مجرز تھے۔

''ایلیا'' کے والی پہلے ''علقمہ بن حکیم'' بنے۔

''بحرین'' کے عامل صاحب الخراج حضرت قدامہ بن مظعون صاحب الاحداث پولیس افسر بھی تھے۔

ان مقبوضات پر کنٹرولنگ کیلئے مختلف صوبوں میں تقسیم کیا تھا۔

تاریخ ابن خلدون رج ۱رص: ۳۰۸ر کے مطابق اپنی خلافت کے مملکت کو'' مکہ۔ مدینہ۔ شام

۔جزیرۂ بصرہ۔کوفہ۔مصر۔فلسطین(اس کے دو حصے کئے تھے)پر کل ۸؍صوبوں میں تقسیم کیا تھا۔فلسطین کے ایک حصہ کا صدر مقام ''ایلیا'' کو اور دوسرے حصے کا صدر مقام ''رملہ'' کو بنایا تھا۔مصر کو بھی دو حصوں میں تقسیم کرکے بالائی حصے مسمی بہ ''صعید'' کو ۲۸؍اضلاع میں تقسیم کئے تھے اور مصر کے دوسرے نشیبی حصے تھے۔جس کو پندرہ اضلاع کئے تھے۔فارس،خراسان وآذربائیجان کو عہد سلاطین کیسانیہ کے مطابق بدستور رکھا۔

راجدھانی: مکہ مکرمہ تھی۔فوج،پولسڈ سرائے خانے،جیل خانے،خراج کی وصولی،آب پاشی نظام،آمدنی کے ذرائع،خدمت گذاروں کے وظائف و تنخواہ،فوجی چھاؤنیاں،چراگاہیں،تعلیمی درسگاہیں،تعمیری کام،نہروں کا انتظام،پولیس چوکیاں،ڈاکخانے،وغیرہ مکمل حکمرانی کے قوانین ونظام آپؓ نے ہی قائم کیں۔نیز آپؓ نے ہی سن ہجری لکھنے کو شروع کیا تھا۔اس سے پہلے اس کا رواج نہ تھا۔

آپؓ ۱۴؍ہجری مطابق ۶۳۴ء میں تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوکر ۲۴؍ہجری مطابق ۶۴۵ء تک کل حکمرانی کی۔کل مدت حکمرانی ''ساڑھے تیرہ سال رہی۔یکم محرم الحرام ۲۳؍یا ۲۳؍ہجری میں شنبہ یعنی سنیچر کے دن ۶۳؍سال کی عمر میں آپؓ مغیرہ بن شعبہؓ کے ایک مجوسی غلام ''فیروز'' کنیت ''ابولوءلوء'' نے حضرت عمر فاروقؓ سے مغیرہ بن شعبہؓ کے بارے میں تنخواہ کم دینے کی شکایت کی۔اس کی تحقیق کرنے پر فیروز کی شکایت غلط نکلنے کے سبب فیروز کے خلاف فیصلہ دیا کہ مغیرہ بن شعبہ تمہارے آقا حق پہ ہیں۔اسی غصے میں فیروز نے سازش کرکے آپ کو چہارشنبہ ۲۷؍ذی الحجہ کو نماز فجر کو جاتے ہوئے خنجر ماردی۔جس کے زخم سے تڑپ تڑپ کر ذکر الٰہی کرتے ہوئے دس برس چھ مہینے خلافت کرکے شہادت سے وفات پا گئے۔وصیت کے مطابق حضرت صہیبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔آقائے نامدار مدنی تاجدار ﷺ کے پہلو میں دفن ہوئے۔عثمانؓ،علیؓ،زبیرؓ،عبدالرحمٰنؓ بن عوفؓ،سعد بن عمرؓ نے آپؓ کو قبر میں اتارا!

مذکر اولادوں میں عبداللہ،عاصم،عبدالرحمٰن،رید،مجیر،ہیں۔مؤنث اولادوں میں ام المؤمنین حضرت حفصہ زوجۂ نبی ﷺ،اور حضرت رقیہ تھیں۔اخیر عمر میں حضرت علیؓ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ سے بھی چالیس ہزار مہر پر عقد کرلیا تھا۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت اور مسلمانوں میں تفرقہ

مدت خلافت: ۲۴ رہجری مطابق ۶۴۵ء سے ۳۵ رہجری مطابق ۶۵۵ء تک

ایسے عالم میں اب ساقی کوثر کے دو بیٹیوں ''رقیہؓ اور امؓ کلثوم'' کے یکے بعد دیگرے داماد ذوالنورین حضرت عثمانؓ حضرت عمرؓ کی وفات کے تین شب بعد ذی الحجہ ۲۳ رکو خلیفۂ اسلام مقرر ہوئے۔ سلسلۂ نسب ''عثمان بن عفان بنابوالعاص بن امیہ بن عبدالشمّس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بنمرہ بن کعببن لوی بن غالب قرشی'' تھے۔ کنیت ''ابوعمر'' تھی۔ بعضوں نے ''ابوعبداللہ'' و'' ابولیلی'' لکھا ہے۔ عام الفیل کے چھٹے سال پیدا ہوئے۔ شروع ہی میں مسلمان ہوئے۔ حبشہ اور مدینہ دو جگہ دوبار ہجرت کی۔ دور جہالت میں کنیت'' ابوعمر'' تھی۔ حضورﷺ کی دو صاحزادیاں ''حضرت رقیہ، اور حضرت ام کلثومؓ'' یکے بعد دیگرے آپؓ کے نکاح میں آنے کے سبب'' ذوالنورین لقب اسلام کے اندر ہوا۔

اتنی بڑی حکمرانی کو دیکھ دیکھ کر مخالفین اسلام اور دشمنان رسول مقبولﷺ کا دل چکنا چور ہورہا تھا۔ وہ پوری توانائی کے ساتھ اس دین کو ختم کر دینے کے لئے سر اٹھایا۔ حضرت عثمانؓ نہایت باحیا تھے۔ لڑائی جھگڑے کو بالکل پسند نہیں کرتے تھے۔ چشم پوشی سے کام لیتے اسلامی حکمرانی میں مصروف ہوگئے۔

مگر مخالفین اسلام نے بھی اپنی کوشس میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ وقت کے ساتھ ساتھ نئے نئے دور میں یہ لوگ بھی نسلا بعد نسل اپنی جماعت بڑھاتے رہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں یہی محالفین اسلام نے خفیہ پلاننگ کرتے کرتے مضبوط صورت اختیار کرلی تھی۔ مدینہ منورہ میں جو یہودیوں میں سے جو حضورﷺ کے دور ہی میں منافقین لوگ اسلام قبول کر کے اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشسیں کی تھیں۔ انہی لوگوں میں سے، یمن کا رہنے والا ''عبداللہ بن سبا'' نامی ایک یہودی ''شخص اسلام دین کے خلاف گروہ کی سرداری کر رہا تھا۔ اس نے بھی اپنے پرکھوں کی روش اختیار کر کے خاموشی سے اسلام قبول کر کے'' لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی منافقانہ پالیسی اختیار کی۔

عبد اللہ بن سبا یمنی کی پلاننگ : چنانچہ حضرت عثمانؓ جب خلافت پر گدی نشیں ہو گئے تو مکہ کے مخالفین اسلام اور مدینہ سے نکالے گئے دشمنان اسلام کو متحد کر کے بڑی توانائی اور چالاکی کے ساتھ اسلام دین کو مٹانے کیلئے دو پلاننگ کیں۔

ایــــک : تو تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ پر الزام تراشی شروع کر کے اپنوں اور مسلمانوں کو حضرت عثمانؓ سے الگ کرنے اور اہل اسلام کے درمیان تفرقہ ڈال کر اسے کمزور کرنے کیلئے آپسی تنازع میں پھنسانے کی کوشس کیں۔

دوســــری : حضرت عثمانؓ کو بھی حضرت علیؓ کی طرح شہید کر کے اپنی سازش و مکرو فریب کے راستے سے ہٹانے کی کوشسیں کیں۔ ان دونوں پلاننگ میں عبداللہ بن سبا بروایت خلدون اول ''ابن السواء'' سابق یہودی موجودہ منافق کامیاب ہو گیا۔ حضرت عثمان غنیؓ ہی کے عہد میں مال وزر کی حرص میں بظاہر مسلمان بن گیا تھا۔

پہلی سازش پر عمل کرنے کے لئے اس نے ایرانی نومسلموں کو جال میں پھنسایا۔ کیوں کہ یہ لوگ بادشاہ پرستی کے دلدل سے تازہ تازہ نکل کر اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ اس وجہ سے ان کے دلوں میں بادشاہ کو اپنا باپ اور انہی کی پرستش حق ہے کے عقیدے سے پوری طرح باہر نہیں آئے تھے۔ عبداللہ بن سبا کی حکمت عملی کام کر گئی۔ اس نے ان نومسلم ایرانیوں کی ذہن سازی، خصوصا خاندانی تعصب کے پیش نظر اس طرح کی کہ ان نومسلم ایرانیوں کو اصل سازش سمجھ میں نہ آسکی! وہ یہ کہ:

> حضورﷺ کے بعد مسند خلافت پر بیٹھنے کا حق حضورﷺ کے قریب ترین لوگوں کا تھا۔ جیسے حضرت علیؓ ان کے داماد ہیں۔ ان کو خلیفہ ہونا چاہئے تھا۔ مگر مفاد پرست لوگ آ آ کر یکے بعد دیگرے ان کی جگہ پر گدی نشینی اختیار کرتے چلے گئے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ وقت کوئی گیا نہیں ہے۔ اب بھی اگر تحریک چلائی جائے اور احتجاج کیا جائے تو حق بجانب کام عمل میں آسکتا ہے۔ فی الحال جو تیسرا خلیفہ عثمانؓ ہیں۔ وہ تو حضورﷺ کے خاندان سے بالکل نہیں ہیں۔ ان کو ہٹا کر حضرت علیؓ داماد رسولﷺ کو مسند خلافت پہ بیٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے اس کو ہٹایا جائے''۔

دراصل منافقین نے ہاشمی اور امیہ بن عبد مناف کی اولادوں میں تفریق ڈال کر حکمرانی کرنے

کا سبق پڑھایا۔ان لوگوں کو شجرۂ نسب معلوم تھا کہ حضرت رسول مقبول ﷺ کے دادا کے داد ''عبد مناف'' کے دولڑ کے ''ہاشم اور امیہ تھے۔ہاشم بن امیہ کی اولا د و خاندان سے ہمارے حضرت ﷺ اور ان کی نسلیں ہیں۔اسی طرح امیہ بن عبد مناف کے خاندان سے امیر معاویہؓ بن سفیان، مروان، حضرت عثمانؓ ہیں۔ یہ لوگ ''بنو امیہ'' کہلاتے ہیں۔

منافقین غداروں نے اپنی غرض حاصل کرنے کی خاطر ہاشمی حاندان کی فضیلت حضرت علیؓ کے ماننے والوں سے بیان کر کے حضرت کو خلافت پر بیٹھنے کا حق ہے بتاتے تھے جو ان لوگوں کو بھی اچھا لگتا تھا۔اس بر خلاف حضرت عثمانؓ کے ماننے والوں کو ان کے خاندان بنو امیہ سے ہونے کی فضیلت بتا بتا کر لوگوں کو اُسکاتے تھے۔اس طرح اپنیتی اور خاندانی بادشاہت والی ایرانی ہم خیال بات ان نومسلم ایرانیوں کے دماغ میں حقیقت ےطور پر بس گئی۔نومسلم ہونے کے سبب ایمان کچا تو تھا ہی۔آدھا تیتر آدھا بٹیر قسم کے یہ حق سے پھسل جانے والے لوگ عبداللہ بن سبا یمنی کی چرب زبانی کی جال میں پھنس کر اسلام اور اس کے سردار و حاکم اعلی حضرت عثمانؓ کے خلاف الزامات کے ہم خیال ہو کر ان کے خلاف مال غنیمت کی تقسیم میں ناانصافی اور اپنوں کے دینے وغیرہ کے الزامات لگانے شروع کر دیئے۔نام بدل بدل کر شہر در شہر ان کے خلاف الزام والے خطوط بھیج بھیج بڑی تیزی کے ساتھ سماج و عوام میں پھیلا دی۔یہاں تک حکومت اسلامیہ کے افسروں کے خلاف بھی بہت سی نازیبا باتیں مدینہ تک گشت کرنے لگیں۔بہت سے لوگ حضرت عثمانؓ سے حقیقت میں بدگمان ہو گئے۔بہت سے اپنوں نے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

حضرت عثمانؓ نے تحقیق کی تو یہی مخالفین اسلام کے چند لوگ نکلے۔حضرت عثمانؓ کو ان کے معاونین صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ ابھی یہ چند ہ ہی لوگ فساد کر رہے ہیں۔اس لئے ان لوگوں کو قتل کر دینا چاہئے۔مسئلہ ٹھیک ہو جائے گا۔بات صحیح تھی۔مگر حضرت عثمانؓ قتل کے لئے کوئی حقیقی وجہ نہیں دیکھی۔ان لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی۔اس غرض سے ان لوگوں سے بات چیت کر کے انکے سامنے ان کے لگائے الزامات کو غلط ثابت کر دی اور اصلاحی باتیں کر کے چھوڑ دیا۔

جب اس سازش میں یہ منافقین اسلام کامیاب نہیں ہوئے تو حضرت عثمانؓ کے دربار عالی مقام سے نکل کر اپنے راستے سے اپنے گروہ کو سولہ سولہ آدمیوں کی جماعت بنا کر، چار ٹکڑوں میں تقسیم کر کے خطوط بازی کے ذریعے پھر لگے ہاتھ دوسری سازش کی۔وہ اس طرح کہ:

''یہ منافقین کے چاروں ٹکڑے، پھر کوئی سازش نہیں کر رہے ہیں اور کہں پھر پکڑے نہ

جائیں۔اس لئے حکمتاً ایک ساتھ چلنے کے بجائے آگے پیچھے چل کر مدینہ سے تین منزل پہ جا کر مقیم ہو گئے۔ یہاں سے پہلے تو دو آدمیوں کو حالات کا جائزہ لینے کے لئے مدینہ بھیجا۔ جب یہ دونوں پر سکون ماحول کی خبر دی تو کئی لوگ مل کر پھر مدینہ جا کر خاموشی سے حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ تینوں جلیل القدر اور خاندان رسول ﷺ صحابیوں سے ملاقات کر کے حضرت عثمانؓ کے خلاف برائیاں اور عیب بیان کر کے انہیں اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کر کے کہا کہ:

''ہم لوگ دراصل یہ چاہتے ہیں کہ عثمان اموی خاندان سے ہیں، اور آپ لوگ خاندان رسول ﷺ سے ہیں۔ اس لئے ہم لوگ چاہتے ہیں کہ آپ میں سے کوئی ایک مسند خلافت پہ بیٹھ جائیں اور عثمانؓ کو ہٹا دیں''۔

ان تینوں بزرگوں نے ان لوگوں کو پھر سمجھایا اور حضرت عثمان کی خلافت حق ہے بتلاتے ہوئے اسلام دین کی اصل روح اور غرض کو پیش کی اور مسند خلافت پہ بیٹھنے سے انکار کر دیا''۔

ان لوگوں کا جب ان کے پاس شکایت کرنے کام نہیں بنا تو واپس ہو کر سارے ٹکڑوں میں تقسیم اپنے گروہوں کو ایک جگہ جمع کیا اور مشورہ کر کے اب کھلم کھلا حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کے لئے ان کے گھر کا محاصرہ کرنے کے لئے مشورہ کیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے ایک جعلی ایسا خط لکھا جو منجانب عثمانؓ تھا۔ جس میں خود سے مضمون بنالیا کہ'' یہ منافقین لوگ مصر جب پہنچیں تو انہیں قتل کر دو''۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت : اس کے بعد موقع پا کر حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر کے شہر میں اعلان کر دیا کہ جو خیریت چاہتا ہے وہ ہتھیار رکھ دے!

حضرت علیؓ اس خبر کو سنتے ہیں ان لوگوں کے پاس جا کر کہا کہ ابھی تو تم لوگ سمجھ بوجھ کر چلے گئے تھے۔ اب پھر کیا ہو گیا اور کیوں اس طرح کر رہے ہو؟

جعلساز منافقین یہودیوں کے گروہ میں سے مصریوں نے اپنے طے شدہ مشورہ کے مطابق کہا کہ! ہم لوگ تو چپ چاپ خاموشی سے تو چلے ہی جا رہے تھے۔ لیکن ہمیں راستے میں ایک خط ملا ہے کہ'' جیسے ہی ہم لوگ مصر پہنچیں تو قتل کر دیئے جائیں''! دیکھئے! یہ خط ہے!

یہ سنکر حضرت علیؓ تو سمجھ گئے کہ یہ سازش ہے۔ اس لئے مصریوں سے ہٹ کر کوفیوں اور بصریوں سے بھی یہی سوال کا کہ تم لوگ کیوں آئے ہو؟ ان لوگوں نے بھی مصریوں کے مثل جواب دیا۔ اب جھوٹ ظاہر تھا۔ ایک ہی خط ان سبھوں کے پاس کیسے پہنچ سکتا تھا۔ بات تو غلط تھی ہی۔ حضرت علیؓ نے جواباً کہا کہ:

''تم لوگوں کا راستہ الگ الگ ہے۔ آخر تین منزل کے بعد تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ مصریوں کے قتل کر دینے کے لئے اس قسم کا حکنامہ جار ہا تھا۔ جسے مصریوں نے پکڑ لیا ہے، کہ تم سب اتنے کم وقت میں پھر ایک ساتھ جمع ہو کر جوابی کارروائی کرتے ہوئے جوش کے مارے مصریوں کی مدد کرنے کو آ گئے؟

حضرت علیؓ کے اس فرمان پر سب کے سب ہکا بکا رہ گئے۔ جھوٹ واضح تھا۔ مگر ضد کے آگے کوئی قانون نہیں مانی جاتی ہے۔ اس وجہ سے یہ لوگ حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ تو کر ہی چکے تھے۔ بس اپنی بات ہی صحیح ہے کی رٹ لگاتے ہوئے محاصرہ جاری رکھا۔ یکلخت جنگی سامان سے لیس یہ لوگ جو حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کیا تو کئے ہی رہ گئے۔ ان پر دانہ پانی سب بند کر دی۔ مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ حضرت عثمانؓ کو نہ بچا سکنے کی حالت جو حضرت علیؓ نے دیکھا تو حضرت حسنؓ وحسینؓ دونوں بیٹوں کو عثمانؓ کی حفاظت کے لئے بھیج کر خود کو مدینہ چھوڑ کر اس وجہ سے چلے گئے کہ انہی کو مہرہ بنا کر خلافت بیٹھانے کو دلیل بنا کر یہ لوگ ہنگامہ شروع کئے تھے۔

اس طرح دوسرے اصحاب نبیﷺ اور مسلمان لوگ بھ یا تو نظر بند ہو گئے یا خاموشی سے کہیں نہ کہیں پناہ لے لئے۔ اب کیا تھا! مدینہ م یں انہی منافقین کا غنڈہ راج تھا۔ یہیں سے اسلام اور اہل اسلام تر تر بتر ہونا شروع ہو گئے۔

حضرت عثمان غنیؓ کے گھر میں یہ غنڈہ لوگوں نے بالآخر ۱۸/ ذی الحجہ بقرعید کے مہینے کے ایام تشریق کے دن میں ۳۵/ہجری، مطابق ۲۰/ مئی ۶۵۶ء کو جمعہ کے دن گھس گئے۔ ان غنڈوں میں سے تاریخ الخلفاء/ص: ۱۶۶/ کے ابن عساکر کے حوالے سے حضرت صفیہؓ کے غلام ''کنانہ'' کی زبانی بیان کے مطابق ''سرخ رنگ، اور نیلی آنکھیں والا، ایک ''حمار'' نامی ملعون شخص نے آپؓ کو شہید کر دی۔ جبکہ حضرت عثمانؓ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ شہادت کا خون ''فَسَيَكْفِيكَهُم اللہ وهو السميع العليم '' آیت پر گرا۔ چند قطرے خون کے آپ کی بیوی حضرت ''نائلہ بنت الفراضہ'' کے ہاتھ پر بھی بچانے کے وقت گرا تھا۔ اس طرح حضرت عثمان غنیؓ ذی الحجہ ۲۳/ہجری سے ذی الحجہ ۳۵/ہجری تک کل چند روز بارہ برس خلافت کر کے ۸۲/ برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ ابن خلدون کے بقول تین دنوں تک بے گور و کفن پڑے رہے۔ حکیم بن حرام اور جبیر بن مطعمؓ حضرت علیؓ سے اجازت لے کر رات کے وقت میں مغرب وعشاء کے درمیان جنازہ لیکر حضرت زبیر، حسن ابو جہیم بن حذیفہ و مروان کے ساتھ لے کر جنت البقیع کے باہر مسمی بہ

مقام ''حش کوکب'' میں دفن کیا۔ بعض منافقین نے جنازہ پڑھنے بھی نہ دے رہے تھے۔ حالت ایسی تھی کہ بغیر غسل کے ہی جس کپڑے میں تھے۔ اسی میں جنازہ کو لے گئے۔ منافقین نے جنازہ تک بھی پڑھنے نہیں دے رہے تھے۔ مگر حضرت علیؓ کے غصہ کرنے سے جنازہ پڑھا گیا۔

تجہیز و تکفین : منافقین اور دشمن اسلام نے صرف قتل ہی نہیں کیا۔ بلکہ خلدون کے بیان کے مطابق آپؓ کی نعش مبارک کی بے حرمتی بھی کی۔ بلوائیوں نے جو پایا سب لوٹ بھی لی۔ عورتوں کے کپڑے، زیورات تک چھین لئے۔ بیت المال تک کو تاراج کردی۔ جب آپؓ کے سر اتارنے کو بڑھے تو عورتوں نے شور مچایا، جس کے سبب ''ابن عدیس'' نامی بلوائی ایک شخص نے منع کردی۔

یہ وہ دن تھا۔ جس دن، ان کافروں نے صرف حضرت خلیفۂ ثالث حضرت عثمان غنیؓ ہی کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ کل اسلام کی اجتماعیت اور روح کو قتل کیا۔ ان لوگوں کی حضورﷺ کے سامنے تو کچھ نہ چلا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر بن خطابؓ کے سامنے تو کچھ نہ چلا، مگر حضرت عثمانؓ کے سامنے ان کی نرمیت اور خاموشی سے فائدہ اٹھا کر بہت کچھ کر گئے۔

حضرت عثمانؓ سے پہلے مسلمان اتنے متحد تھے کہ کوئی ان میں سے اپنے سردار اعلی اور خلیفہ اسلام کے حکم کے خلاف قدم اٹھانے کو بھی کفر سمجھتے تھے۔ اب یہ قدم اٹھانا مستحب اور ضروری سمجھا جانے لگا۔ چنانچہ اس دن سے آج تک مسلمانوں کی تلوار بجائے کفار کے گردن پر چلنے کے خود مسلمانوں کی گردن پر چلنے لگی۔

ان منافقین اسلام اور ان کے متبعین کے دل مزید پختہ ہوتے چلے گئے۔ انہوں نے جو دو پلاننگ کی تھی کہ ''مسلمانوں کو آپس میں لڑاؤ اور حکومت کرو'' اور ان کے سرداروں کو اور متحرک لوگوں کو قتل کردو'' دونوں میں، یہ لوگ کامیاب ہو گئے۔

حضرت عثمانؓ کے کارنامے : حضرت عثمانؓ اتنے کسمپرسی کے عالم میں بھی دین اسلام کے اندر کی فتوحات اور اسلامی حکمتی نظام میں اپنے تئیں کوئی کمی لیکن نہ کی۔ جنگی بحری بیڑا بھی تیار کیا۔ پل بنوائے۔ سڑکیں بنوائیں۔ سرائے خانہ اور مسافر خانے تعمیر کئے۔ غریبوں کے وظیفے بھی مقرر کئے۔ مسجد نبویﷺ کی تنگ عمارت کو بھی وسیع کروائی۔ قرآن مجید کی اشاعت کی۔ قرأتوں میں جو اختلاف تھا، اس کو ایک قرأت حفص پر جمع کروا کر جامع القرآن کے خطاب پائے۔

حضرت علیؓ کی خلافت : حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد تاریخ الخلفا ص: ۱۷۷ پر ابن سعد کے بیان کی روایت کے مطابق دوسرے دن خلیفہ مقرر ہوئے۔ یہی

روایت ''تاریخ اسلام/ مؤلفہ ندوی صاحب'' پر اور دیگر اسلامی تاریخی کتابوں میں درج ہے۔ مؤرخ اسلام لکھتے ہیں شہادت عثمان کے بعد تین دنوں تک مسند خلافت خالی رہی۔

حضرت علی بن ابی طالب (نام عبد مناف بن عبدالمطلب (شیبہ'' بن ہاشم/اصلی نام ''عمر'' بن عبد مناف/اصلی نام ''مغیرہ'' بن قصی'' /اصلی نام ''زید'' بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لئوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ'' تھا)۔کنیت حضورﷺ نے ''ابوتراب'' رکھا تھا۔والدہ وہ پہلی خاتون جن کے بطن سے ہاشمی خاندان کا ہاشم پیدا ہوا۔یعنی ''فاطمہ بن اسد بن ہاشم'' ہے۔ نوجوانوں میں سب سے اول اسلام لانے والے ہیں۔

صحابۂ کرام کے اصرار پر آپؓ نے صحابہ سے بیعت لی۔اسلامی خلافت کی گدی پر ذی الحجہ ۳۵/ہجری میں حضرت علیؓ کو صحابہ کرامؓ نے بیٹھایا۔کل مدت خلافت ۳۵ ہجر سے ۴۰/ہجری کے درمیان ہے۔

بظاہر ان منافقین کے تنازع کے عین مطابق صحابۂ کرام نے کام کیا۔مگر یہ لوگ مسلمان کہاں تھے۔تھے تو منافق! مقصد تو دین اسلام کو کمزور کرنا، ان کو آپس میں لڑانا اور یہودیت و کفر کو فروغ دینا تھا۔اس وجہ سے حضرت علیؓ کے مسند خلافت پر بیٹھنے سے خوشی کا اظہار اور اپنی تحریک کے پھل کے حصول کا اظہار کر رہے تھے۔مگر باطنی طور پر حضرت عثمانؓ کی طرح حضرت علیؓ کو بھی شہید کر کے اپنے راستے سے ہٹانے کی پلاننگ بنا چکے تھے۔

ادھر حضرت علیؓ خلافت اسلامیہ کی گدی پر نہیں، بلکہ دو دھاری تلوار پر گویا بیٹھے تھے۔اسلامی فوج میں زیادہ تر انہیں منافقین لوگوں کی اسلامی پردے میں تعداتھی۔اصل اور اپنے خاص فوجیوں اور منافقین والی فوج میں پوری طرح شناخت نہیں کر پا رہے تھے۔

ایسے عالم میں ایک طرف انہیں منافقین اسلام سے بھی حضرت عثمانؓ کی شہادت کا قصاص لینے کی ذمہ داری تھی تو دوسری طرف اپنی خلافت کو بھی مضبوط کر کے اشاعت اسلام وفتوحات کو بڑھانے کی بھی ذمہ داری تھی۔تیسری طرف ان دونوں ذمہ داریوں کو مکمل کرنے کے لئے ان منافقین کی چال سے بھی محفوظ رہنا تھا۔

مگر ابھی نئے نئے سردار بنے تھے۔اپنے خاص فوجیوں اور منافقین فوجیوں کے لوگوں میں شناخت کرنے میں وقت لگ رہا تھا۔ادھر حکومتی نظام اور پچھلے ریکارڈ کو جان جان کر حق بجانب کام کرنے کیلئے بھی وقت درکار تھا۔

سبا ئیوں کی سازش کے تحت
مسلمانوں کے آپس میں جنگ : ایسے کشمکس کی حالت میں گھرے صحیح نظام قائم کرنے کی فکر میں لگے ہی تھے کہ اُدھر منافقین اور قاتلین عثمانؓ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر علیؓ اگر مضبوط ہو گئے اور ہم قاتلین کی شناخت کر لی تو بلا شبہ خیر نہیں! ایک ایک کو چن چن کر موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ اس لئے ان لوگوں نے اپنی دوغلی پالیسی اور شیطانی پلاننگ والے نسخے کے تحت اب باضابطہ اہل اسلام کو آپس میں لڑا کر الجھا کر حضرت علیؓ کو بھی شہید کرنے کیلئے خاندانی تعصب کو بھڑ کانے کے لئے حضرت عائشہؓ پر نظر کی۔ کیوں کہ حضرت عائشہؓ کے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دونوں داماد تھے۔ اسلئے ان منافقوں نے حضرت عائشہؓ کو بھڑ کا کے تمہارے قریبی داماد خود خلیفہ جب بن گئے ہیں تو ایک داماد کے قتل کا بدلہ اور قصاص فورا کیوں نہیں لے سکتے ہیں! اس لئے آپ پر فرض ہے کہ ان قاتلین عثمانؓ کو گرفتار کر کے قصاص لیں۔

بظاہر بات بالکل صحیح ہی تھی۔ بدلہ تو مسئلہ اسلام کے مطابق بھی لینا ہی تھا۔ مگر اس میں تدبر اور حکومتی نظام میں پائداری کے بعد لینا عقلمندی تھی۔

لیکن ان منافقین کی شناخت کلی طور پر نہیں کر پا رہے تھے کہ وہ کون کون لوگ ہیں! کیوں کہ حضرت علیؓ یہ منافقین لوگ حضرت عائشہؓ سے تو جا جا کر عثمانؓ کے قصاص کیلئے بھڑ کا رہے تھے۔ مگر حضرت علیؓ اور ان کے پرسان حال اور مقربین لوگوں سے محبت دیکھاتے اور حکومتی نظام میں طرح طرح کے بظاہر نیک مشورے دے رہے تھے، تا کہ حضرت علیؓ سمجھیں کہ یہ سب ہمارے خیر خواہ اور اصل فوجی لوگ ہیں۔

اس طرح یہی لوگ حضرت عائشہؓ سے جا جا کر تو حضرت عثمانؓ کے قتل وشہادت کے قصاص لینے کے لئے اُسکا کر حضرت علیؓ کے خلاف ذہن سازی کر رہے تھے کہ علیؓ آپ کے داماد اور قریبی ہوتے ہوئے بھی اپنے ساڑھوں قریب ترین شخصیت اور تیسرے خلیفے کے قصاص لینے میں دیر کر رہے ہیں۔ ان کے دل میں حضرت عثمانؓ سے لگتا ہے کوئی کھوٹ ہے۔ دراصل یہ بدلہ لینا نہیں چاہتے ہیں۔ ورنہ پنے آدمی قتل اور شہید ہوں اور بدلہ لینے میں ٹال مٹول کیا جائے۔ یہ تو کچھ اچھا نہیں لگ رہا ہے!!

ظاہر بات ہے کہ یہ تمام باتیں کسی کے دل کو بھی فورا بدلنے والی ہیں۔ ایسے ہنگامی اور غم کے

ماحول میں انسان سامنے والے کی باتوں کو ''دوستی میں کہہ رہا ہے یا کہ محبت میں عداوت کرتے ہوئے، جس کے خلاف قول کہا جارہا ہے، اس کو اور جس کو کہا جارہا ہے، اس کو نقصان پہنچانے کی سازش کررہا ہے'' ۔تمیز نہیں کرپاتا ہے۔ دل کے بھید اور راز کو تو اللہ ہی جانتا ہے۔ کیوں کہ وہی علیم بذات الصدور ہے۔

حضرت عائشہؓ ان منافقین کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر حضرت علیؓ سے عثمانؓ داماد کے قصاص فوری نہ لینے کے سبب بغاوت کرنے لگی۔ اپنے ساتھ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ کو بھی کہہ کہہ کر ساتھ کر کے حضرت عثمانؓ کے خون کے قصاص لینے کے لئے باضابطہ فوج لے کر نکل پڑیں۔

حضرت علیؓ بھی داماد ہی تھے۔ مگر اس آپسی تلوار کو روک نہ سکے۔ لڑائی جھگڑے کو پسند نہ فرماتے تھے۔ مگر مجبوری کی اس جنگ کو آپؓ کو کرنی پڑی۔ چنانچہ آپؓ بھی دفاعی طور پر اپنی فوج کو لے کر نکلے۔ آپؓ کی فوج میں وہی انتشار پھیلانے والے منافقین دوغلے لوگوں کی تعداد زیادہ تھی۔ یہ لوگ جب حضرت علی نکلے تو اندرونی طور پر بہت خوش تھے کہ چال ان کی چل گئی اور مسلمان مسلمان پہلی بار اپنی ہی تلوار سے ایک دوسرے کی گردن اڑانے کو جارہے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

خیر! جو ہونا تھا۔ ہوا۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ دونوں ساس و داماد کی فوجیں ایک دوسرے کے خلاف میں عرب کے سب سے بڑے فوجی مرکز ''بصرہ'' پہنچے۔ پہلے تو گفت وشنید ہوئی۔ ایک دوسرے کے غصے کی وجہ معلوم ہوئیں۔ بات کچھ بھی صحیح نہ نکلیں۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؓ کے تمام تر نکات وحقائق سے واقف ہو کر آپس میں مصالحت کرلی۔ شام ہوچکی تھی۔ اس لئے سبھوں نے مل جل کر مشورہ کیا کہ صبح کو گھر مدینہ روانہ ہوں گے۔ اس لئے رات بصرہ ہی میں گذارنے کے لئے سب کے سب سوگئے!

مگر ساس اور داماد میں جھگڑا لگا کر حضرت علیؓ اور اس کے ضمن میں حضرت عائشہؓ اور ان دونوں کے متعلقین صحابیوں کو اپنے تلوار سے مٹانے کی سازش کرنے والے فوجی لوگ چونکہ ناکام ہورہے تھے۔ جنگ کرواکر مخصوص وذمہ دار قسم کے لوگوں کو قتل کروانے کا مقصد پورا نہیں ہورہا تھا۔ اس لئے ان لوگوں نے نیند کرنے کے بجائے دونوں طرف کے مسلمانوں کے نیند سے سوجانے کی تاک میں رہے۔ جب ان منافقین کو معلوم ہوگیا کہ یہ سب سوگئے ہیں۔ تب آپس میں ایک جگہ خفیہ مشورہ کیا کہ ''عائشہؓ کی طرف کے لوگ شور مچائیں کہ علیؓ کی فوج نے حملہ کردیا! دوڑو! چلو! مقابلہ کرو! اسی طرح علیؓ کی فوج کی طرف رہنے والے لوگ شور مچادیں کہ عائشہؓ کے فوجی لوگوں نے

حملہ کر دیا۔اس طرح دونوں ایک دوسرے کے بارے میں غصے میں یہ سمجھیں گے کہ ''ابھی تو صلح کیا تھا اور ابھی منافقت کر دی''۔

اس طرح دونوں ایک دوسرے کو اپنے اپنے حق میں ''غدار اور چالباز'' سمجھ کر آپس میں لڑ پڑیں گے۔اس طرح جنگ شروع ہوجائے گی۔

جنگ جمل : بالآخر!اسی مشورہ کے تحت سبائی منافقین لوگوں نے عمل کیا۔اس طرح پہلے کی طرح حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کو دوبارہ آپس میں مصالحت کیلئے بالکل موقع نہ مل سکا اور حقیقت میں مسلمانوں کی تلوار دوسرے مسلمانوں کی گردن پہ اچانک جمادی الآخر/۲۶/یا ۳۶/ہجری کو ایک دن، پورے دن تک چلنے لگی۔اس جنگ کو ''جنگ جمل'' کہتے ہیں۔اس جنگ میں حضرت عائشہؓ کا اونٹ زخمی ہوگیا۔حضرت طلحہؓ،حضرت زبیرؓ،اسی میں شہید ہوگئے۔

اسی طرح حضرت عمرو بن جرموز نے حضرت زبیرؓ کا سر کاٹ کر حضرت علیؓ کے پاس اس لالچ سے لے گیا کہ ان کی طرف سے اس کارنامے پر انعام ملے گا۔لیکن ان کے مبارک سر کو دیکھ کر حضرت علیؓ رو پڑے اور فرمایا زبیرؓ کے قاتل کو جہنم کی بشارت دے دو!

جنگ بندی کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ جب ایک جگہ جب جمع ہوئے اور حقیقت کا راز کھلا تو پھر پچھتاوا ہوا کہ منافقین ثالثی کی دوغل پنی سے کیا سے کیا ہوگیا!یہ حقیقت ہے کہ انسان کو جنت سے لے دوبارہ جنت میں جانے تک کے درمیانی سفر میں ہمیشہ ثالثی یعنی تیسرے سے ہی نقصان پہنچا ہے۔پہنچ رہا ہے اور پہنچے گا۔اس لئے بڑے اعتدال و ہوشیاری کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہے۔خصوصا اپنوں کو اپنوں کے بارے میں صرف سنی ہوئی باتوں پر ہرگز یقین نہیں کرنا چاہئے اور منافقین کو بہت گہرائی سے پہچاننے کی ضرورت ہے۔

بہرحال! تھکے ماندے پریشان حال بچا ہوا دونوں طرف کا قافلہ گھر کو لوٹے۔حضرت علیؓ خود بنفس نفیس حضرت عائشہؓ کو کئی میل تک ساتھ چھوڑنے گئے۔اس کے بعد حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو ان کی حفاظت کے لئے مدینہ تک ساتھ بھیج دیا۔

مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر آخر کار یہ منافقین لوگ بہت خوش ہوئے اور پھر اندر سازش یہ کرتے ہی رہے کہ اب ان مسلمانوں کو آپس میں متحد ہونے نہیں دینا ہے۔اس کے لئے وہی ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی پالیسی اور اس پالیسی پر عمل کرنے کے لئے ''خاندانی تعصب'' اور اپنیتی کی محبت والے نسخہ کو عمل میں لاتے رہے۔

اسی نسخہ کے پیش نظر آپس میں لڑ بھڑ کر پریشان حال مسلمان قوم کو لگے ہاتھ پھر لڑا کر پوری طرح سے کمر توڑنے کی سازش میں لگ گئے۔ ابھی حضرت علیؓ اپنی خلافت کی کرسی کو مضبوط ہی نہیں کر پا رہے تھے کہ یہ منافقین تنازع کھڑا کروا کروا کر حالات کو بگاڑ دے رہے تھے۔ اس طرح آپؓ کی پوری حکمرانی بس مسلمانوں کے آپسی تفرقہ اور اختلافات کو ہی ختم کرنے اور دین اسلام کو مرکز میں محفوظ کرنے کی کوشس میں لگے رہے۔

داماد رسول مقبول ﷺ نے جنگ صفین کے بعد کوشس کی کہ یہ منافقین خاندانی تعصب کو ہوا دے رہے ہیں۔ اس لئے عثمانؓ کے خاندان بنوامیہ کے کسی بھی فرد کو کہیں پہ رکھنا خطرہ سے خالی نہیں۔ اس لئے انہوں نے ہر جگہ فوج میں اور ہر صوبہ میں ہم مزاج شخصیت کو رکھنے کی کوشس کی۔

حضرت معاویہؓ کی معزولی : تقریباً مدینہ پر کنٹرول کر چکے تھے۔ مدینہ سے باہر ملک شام وغیرہ میں، ایسی معتدل شخصیت کی ضرورت تھی، جو منافقین کے مکروفریب سے شناشا ہو کر حضرت علیؓ کی صحیح اور اصلی خلافت کو تسلیم کر کے رسول عربی ﷺ کے طریقے کے مطابق دینی تعلیمات و ہدایات کی اشاعت میں مصروف ہو جائیں۔ اس مقصد کیلئے ملک شام کے گورنر اس وقت حضرت عثمانؓ ہی کے زمانے سے حضرت امیر معاویہؓ بنوامیہ خاندان سے تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ کا خیال بھی منافقین کی چال و مکروفریب سے حضرت عائشہؓ کی طرح قاتلین عثمانؓ سے بدلہ فی الفور لینے کا بن چکا تھا۔ وہ بھی حضرت عائشہؓ کی طرح مرکزی سرکار کی فوج میں تقریباً پانچ ہزار سے زائد فوجی منافقین لوگوں کی گھسی ہوئی تھی، جس کے سبب حضرت علیؓ مجبور ہیں، سمجھ نہیں رہے تھے! بس ان کا مزاج بھی اپنے خاندانی رشتے دار حضرت عثمانؓ کے قاتلین سے فوری طور پر قصاص لینے کا تھا۔ اس لئے امیر معاویہؓ سے حضرت علیؓ کو حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے خطرہ تھا کہ مرکزی اسلام کے خلاف منافقین کے محبت کے ساتھ عداوت کرنے کو نہ سمجھ کر، ان لوگوں کے فریب میں آ کر حضرت عائشہؓ کی طرح کہیں بغاوت پہ نہ اتر جائے۔ اس لئے ملک شام کی گورنری اور حکمرانی سے ان کو معزول کر کے اپنے ہمزاج شخصیت کو بحال کر دی۔

مگر جو سوچا تھا وہ تو ہوا نہیں صنم
خوف تھا جو سر پہ وہی آچڑھا

حضرت معاویہؓ کی بغاوت : حضرت امیر معاویہؓ کو معزول کرتے ہی، بجائے کمزور ہو کر حضرت علیؓ کی حکمت عملی اور پالیسی کو محض دین اسلام کے لئے خاموش رہ جانے کے

بجائے مزید بغاوت پہ اسی وجہ سے اتر آئے۔ حضرت عائشہ کو منافقین نے جو وجہ دماغ میں گھسا کر ابھی ابھی کچھ ہی دنوں پہلے جنگ صفین کر وایا تھا اور قریب ترین عزیز واقارب کو شہید کر وادی تھی، وہی وجہ ان لوگوں نے یہاں بھی اختیار کی۔

حضرت امیر معاویہؓ پر امت کا ایک بہت بڑا طبقہ ابھی بھی معترض ہیں کہ انہوں نے ایک جلیل القدر صحابی رسول ﷺ اور کاتب وحی ہو کر بھی خلیفہ وقت کی پالیسی وحکمت عملی کا ساتھ نہ دے کر ایک خاتون مزاج کی طرح مرد ہو کر صرف اپنی حکومت و گورنری کیلئے خلیفہ وقت حضرت علیؓ سے بغاوت کرنے لگے۔

مگر صحابہؓ بہر حال صحابہؓ ہیں۔ حضور ﷺ کی حدیث ہے" الصحابی کا النجوم بایهم اقتد یتم اهتد یتم " کہ میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں۔ تم ان میں سے کسی ایک کی بھی تقلید کرلو گے تو ہدایت پا جاؤ گے"! اس لئے عام مسلمانوں کو حضرات صحابہؓ کی غلطیوں کو پکڑ کر اعتراض کرنا حرام ہے۔ ان کا ماحول کیسا تھا۔ حضرت علیؓ کیا سوچ رہے تھے اور حضرت امیر معاویہؓ کو جب انہوں نے معزول کیا تو کیوں خلیفۂ وقت کے خلاف انہوں نے بغاوت کی۔ اس کی تہ میں ہم موجودہ مسلمانوں کو جانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے اعتراض کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بس ہدایت ربانی "وَمَا تشآ ؤن اِلَّا اَنْ یَّشاَءَ اللّٰہُ رَبُّ العَا لِمین " کے مطابق ہمیں اپنے سوچویشن کو دیکھ کر اپنے ایمان کو بچانے کی ضرورت ہے۔ رب کائنات فرمارہے ہیں کہ تم جو چاہتے ہو۔ وہ ہرگز نہیں ہوسکتا ہے۔ میں جو چاہتا ہوں۔ وہی ہوگا۔ اس لئے جو ہو چکا وہ قسمت میں مکتوب ومنظور تھا، جو ہونے والا ہے یا ہو رہا ہے۔ اس پر قانون الٰہی کے ترازو پر تول کر الرٹ رہ کر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے حضرت امیر معاویہؓ پر ہم اعتراض نہیں کر سکتے ہیں۔

جنگ صفین: مگر حقیقت یہی ہے کہ بظاہر حضرت امیر معاویہؓ کو جب حضرت علیؓ نے اپنی حکمت عملی کے تحت شام کی گورنری سے معمول کیا تو خاموش رہ کر خلیفۂ وقت کی حکمت عملی اور پالیسی کو ساتھ دینے کے بجائے ان کے خلاف بغاوت پہ اتر آئے اور اپنے خاندانی رشتے دار حضرت عثمان غنیؓ کے قاتلین سے قصاص لینے کے لئے ضد پہ آئے اور اس لئے ان سے بگڑ گئے کہ قاتلین عثمانؓ علی کی فوج میں ساتھ ساتھ ہیں۔ مگر یہ نہیں سمجھ رہے تھے کہ علیؓ نئے نئے خلافت کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ اس وقت جن لوگوں سے قصاص لینا ہے، وہی منافقین لوگ فوج بن کر بڑی تعداد میں حضرت علیؓ کی فوج میں ہیں۔ یہ بھی نہیں سمجھ رہے تھے کہ ان غداروں اور منافقین فوجیوں

کو حضرت علیؓ نے خود سے رکھا نہیں ہے۔ بلکہ یہ پہلے سے حضرت عثمانؓ کے ہی زمانے میں بغاوت کر کے مدینہ کا حاصرہ کر کے زبردستی علی اپنی فوجی حکمرانی قائم کر دی تھی۔ جب صحابہ کرامؓ نے حضرت علیؓ سردار اعلی بنا لئے تو بظاہر انہی کے اعلان کے مطابق حضرت علیؓ خلیفہ بنے تھے۔ اس لئے وہ لوگ حضرت علیؓ کو مان کر ان کی فوج میں خود داخل ہو گئے تھے۔ بلکہ ان لوگوں کی اتنی قوت تھی کہ انہی کی سازش سے حضرت علیؓ خلافت پر اس وقت رہ رہے تھے۔ اس لئے ان منافقین فوجیوں کے خلاف فی الفور نہیں مخالفت حضرت علیؓ نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے لئے حکمت عملی اور آہستہ آہستہ شناخت کر کے ختم کرنے کی ضرورت تھی۔

مگر حضرت امیر معاویہؓ کی ذہن سازی حضرت عائشہؓ کی طرح منافقین نے کر دی تھی۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ علی عثمانؓ سے غداری کر رہے ہیں۔ وہ خلیفۂ وقت ہیں۔ عثمانؓ میرے رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ انکے بھی ساڑھو بھائی اور عزیز و رشتے دار ہیں۔ ان کو تو اپنی خلافت کی طاقت کا، فی الفور استعمال کر کے ان منافقین کو قتل کر دینا چاہئے!

حالانکہ موجودہ وقت میں حضرت علیؓ کے لئے انہی کی فوجیوں کے غداروں سے مقابلہ کرنا دشوار ترین امر تھا۔ خیر جو ہونا تھا، ہوا۔ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان کش مکش پیدا ہوئی۔ اس کشمکش کی تخلیق بھی تو منافقین لوگوں نے ہی پیدا کی تھی۔ اب جبکہ کشمکش ظاہر ہو گئی تو یہ لوگ مزید دونوں طرف دونوں حضرات کو، کان بھرنے لگے۔ حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھ پر امیر معاویہؓ کو بیعت کرنے کو کہا تو وہ عثمان کے قصاص لینے کے ضد میں آ کر بغاوت کرتے ہوئے امیر معاویہؓ حضرت علیؓ کے خلاف نکل پڑے۔ یہ خبر حضرت علیؓ کو ملی۔ اب خواہی نخواہی جب صلح و صفائی سے کام نہ چلا تو دفاع کیلئے حضرت علیؓ کو بھی نکلنا ہی پڑا۔

چنانچہ حضرت علیؓ بھی سات سو فوجیوں کو لے کر "صفین" مقام کی طرف نکل پڑے۔ جن میں منافقین و مخالفین کی کثرت تھی۔ حضرت علیؓ مروج الذہب کتاب کی روایت کے مابق ۳۶ رہجری میں شوال کی چھٹی تاریخ کو پہنچے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؓ کے صفین پہنچنے کے دو دنوں بعد ماہ ذی الحجہ شروع ہو گیا تھا۔ ان سے پہلے ہی حضرت معاویہؓ وہاں پہنچ چکے تھے۔ امیر معاویہ اور حضرت علیؓ میں وقفے وقفے سے بات چیت اور اصلاح حال کی کوششیں ہوتی رہیں۔ یہاں تک ذی الحجہ کی آخری تاریخ ہو گئی۔ کچھ سمجھوتہ نہ ہوا۔ مؤلف مروج الذہب رص: ۳۱۷ ر پر لکھتے ہیں کہ "ماہ صفر کی پہلی تاریخ بروز بدھ صبح ہوتے ہیں امیر معاویہ کی شامی لشکر اور حضرت علیؓ کی عراقی لشکر جنگ کے لئے صف آراء ہو گیں۔ اس طرح ۳۵ ر یا ۳۷ ہجری میں دوسری بار صفین کے مقام پہ دونوں مسلم فوجوں کا مقابلہ شروع ہوا۔

یہ جنگ مہینوں ہوتی رہی۔ایک لاکھ کے قریب دونوں طرف کے بڑے بڑے صحابہ کرام شہید ہو گئے۔آخری دن، دن ورات طرفین میں جنگ ہوتی رہی۔حضرت علیؓ کی حکمت سے جنگ میں جیت ہونے ہی والی تھی۔شامی اور امیر معاویہ والی فوج پیچھے ہٹ رہی تھی۔اس جیت کو منافقین نے پھر جنگ میں بدلنے کے لئے قرآن مجید کو نیزہ پر لگا کر ہمارے اور تمہارے درمیان یہ اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی۔اب جنگ بند کرو!

علیؓ اور معاویہؓ میں صلح: حضرت علیؓ نے جنگ کر کے امیر معاویہ کو شکست دے کر اپنی خلافت اسلامیہ کو مضبوط کرنا چاہ رہے تھے کہ ان منافقین نے حضرت علیؓ کے بھی خلاف ہو کر الگ ہو گئے۔چنانچہ فوج پیچھے ہٹ کر ۳۷ رہجری میں مصالحت پہ بات آ گئی۔امیر معاویہؓ کی طرف سے عمرو بن العاصؓ اور حضرت علی کی طرف سے ابوموسی اشعریؓ حکم مقرر ہوئے۔ان دونوں نے تھوڑی دیر بحث ومباحثہ کی۔حضرت علیؓ کے طرفدار ابوموسی اشعریؓ نے دونوں کو معمول کر کسی تیسرے کو خلیفہ منتخب کرنے کا فیصلہ سنایا۔مگر اس کو امیر معاویہ کے طرفدار عمرو بن العاصؓ نے نہیں مانا اور اپنا فیصلہ سنایا کہ میں علیؓ کو معزول کرتا ہوں اور امیر معاویہؓ کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔مگر یہ یکطرفہ فیصلہ تھا۔اس لئے حضرت علیؓ نے پھر شام پہ حملہ کرنے کے لئے ارادہ بنایا۔

خوارج کی پیدائش: لیکن فوجی لوگوں میں منافقین لوگوں نے اس کی بغاوت کر کے حضرت علیؓ سے اب کھلم کھلا الگ اس لئے ہو گئے کہ اگر شام پہ چڑھائی کر کے علیؓ شام پر قبضہ کر لیں گے اور امیر معاویہؓ سے نمٹ کر فارغ ہوں گے تو پھر ہمارا نمبر ہے۔ہم عثمانؓ کے قصاص میں ان کے ہاتھوں چن چن کر قتل کئے جائیں گے۔اس لئے ان لوگوں کے لئے اب علیؓ کے سامنے کھل کر آ جانا ہی مناسب لگا۔ان خوارج میں سب سے بڑا شیطان ''عبداللہ بن ملجم مرادی، برک بن عبد اللہ تمیم، اور عمرو بن ابوبکر تمیمی'' تھے۔

چنانچہ حضرت علیؓ کی فوج میں شامل منافقین اور غدار فوج جو، اَب تک حضرت علیؓ کو مہرہ بنا بنا کر اجل صحابہ کو شہید کر وا کر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر رہے تھے۔اب الگ ہو کر اپنی فوج و قوت بنالی۔یہی لوگ ''خوارج''، یعنی علیؓ کی فوج سے نکلے ہوئے لوگ'' کہلائے۔

حضرت علیؓ کی خوارج سے جنگ و جیت: یہ خوارج لوگ اب چونکہ حضرت علیؓ سے الگ ہو کر اپنے نفاق کو ظاہر کر چکے تھے۔اس لئے ان لوگوں نے پہلے پہل اب حضرت علیؓ کو راستے سے ہٹا کر مسلمانوں میں تفرقہ کو باقی رکھنا اور دین اسلام ختم کرنا، اصلی غرض تھا۔چونکہ اب یہ الگ ہو چکے تھے۔اس لئے اچھی طرح سمجھ رہے تھے کہ اب تو علیؓ کی شجاعت و

حکمت عملی سے ہم لوگ بچ نہیں سکتے ہیں۔اس لئے حضرت علیؓ سے براہ راست ان منافقین خوارج نے جنگ کی تیاری کی۔اب علیؓ کی اصلی فوج اوران سے نکلے خوارج کی فوج کا مقابلہ ''نہروان'' کے مقام پہ ۳۸ھ ہجری میں زبردست طریقے سے ہوئی۔کی کوشس کی۔جس میں خوارج شکست کھائے اوران کا قصہ پاک ہوا۔

خوارج کوشکست دے کر حضرت علیؓ اب ملک شام کی طرف کا ارادہ کیا۔مگر آپؓ کی فوج میں کچھ اورمنافقین سبائی یمنی غدار حکمتا رہ گئے تھے۔یہ لوگ جھوٹ موٹ کے بہانے بنا کر تیار نہ ہوئے۔اس وجہ سے فوج میں کمی کے سبب حضرت علیؓ کوفہ لوٹ گئے۔کیوں کہ آپؓ حکمرانی کو کنٹرول کرنے کے لئے مدینہ کے بجائے اسلامی حکمرانی کی راجدھانی کوفہ ہی کو بنا رکھا تھا۔یہاں کوفہ آ کر بھی تقریرو حکمت سے فوج کو بہت جوش دلایا کہ وہ شام پر قبضہ کرنے لئے ساتھ دیں مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔پھر شام کا ارادہ ہی چھوڑ دیئے۔پھر طرفین سے خطوکتابت سے ۴۰ھ ہجری میں مصالحت اس طرح کر لی کہ شام اور اس کے ملحقات پہ امیر معاویہؓ حکومت کریں گے اور عراق اور اس کے ملحقات حجاز، خراسان بشمول افغانستان ہندوستانی سرحد تک حضرت علیؓ حکومت کریں گے۔

اسلامی سلطنت خلافت کی تقسیم : اس طرح ملت اسلامیہ کی خلافت والی اسلامی حکومت ۴۰ھ ہجری سے دو راجدھانیوں کے تحت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔آخر کار یہ سبائی یمنی منافقین لوگوں نے ایسی چال چلی کہ مسلمانوں کو تقسیم کیا کیا ملت اسلامیہ کی سلطنت کو ہی تقسیم کروا کر دم لیا۔امیر معاویہؓ دمشق کو راجدھانی بنا کر اسلامی حکمرانی اور فتوحات میں مصروف ہوگئے اور حضرت علیؓ کوفہ کو راجدھانی بنا کر ملت اسلامیہ کی حکمرانی کرنے اور فتوحات میں مصروف ہوگئے۔اہل اسلام کی یہ دو اسلامی حکومت جاری ہوگئی۔ان دونوں کے بالمقابل ان دونوں کے کھوکھلے کرنے کے لئے گھن کے کیڑے والی باطل غدار ''سبائی اہل خوارج'' میں سے مابقیہ خوارج لوگوں نے اِن دونوں اسلامی سلطنتوں سے دشمنی کرنے والی جماعت رہی۔

یہی لوگ آج تلک اہل اسلام سے غداری اسلام کے لبادے میں کرتے چلے آرہے ہیں۔ان لوگوں نے مسلمانوں کو دو سلطنتوں میں تقسیم کر کے چپ نہیں بیٹھے۔بلکہ ان دونوں کو بھی ختم کرنے کے لئے اپنی چال چلتے ہی رہے۔

چنانچہ حضرت علیؓ کے فوجی میں سے نکلے ہوئے غدار خوارج گروہ میں سے نے پہلے پہل دونوں اسلامی سلطنتوں میں سے مضبوط ترین تین شخصیتوں ''حضرت علیؓ، حضرت امیر معاویہؓ اور عمر بن العاصؓ'' کو ایک ہی دن قتل کر دینے کی سازش رچی۔سازش رچنے والے خارجی بلوائیوں میں سے ''عبداللہ بن ملجم مرادی، برک بن عبداللہ تمیم، اور عمرو بن ابوبکر تمیمی'' تھے۔

حضـرت علـیؓ کی شہادت! چنانچہ ان تینوں بلوائیوں نے پلان بنالی کہ ۱۷ر رمضان ۴۰ رہجری کو علی لصباح امیر معاویہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کرنے پر معاہدہ پکا کر لیا۔ معاہدہ کے مطابق عبداللہ بن ملجم کوفہ حضرت علی کو شہید کرنے کے لئے نکل گیا۔ عمرو بن تمیم عمرو بن العاص کو ہدف بنایا۔

حضرت علیؓ کو ان لوگوں نے اصل ہدف بنایا تھا۔ مگر ان میں دیگر اصحاب نہایت معتمد تھے۔ اس لئے علیؓ کے ان دونوں صحابیوں کے بارے میں مخالفین لوگوں کو خطرہ لاحق تھا۔

حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادہ حضرت حسنؓ سے فرمایا کہ رات میں نے خواب دیکھا کہ رسول ﷺ سے شکایت کی کہ امت نے میرے ساتھ کجروی اور بہت سخت تنازع برپا کر رکھا ہے۔ جس پر رسول اکرمؐ نے فرمایا ''اللہ سے دعا کرو''۔ چنانچہ بارگاہ الٰہی میں حضرت علیؓ نے دعا کی کہ ''اے اللہ! مجھے ان لوگوں سے نکال کر اچھے لوگوں میں شامل کر دے۔ میرے بجائے ان لوگوں کا اس شریر شخص سے واسطہ ڈال جو ان سے بھی بدتر ہو''۔ حضرت علیؓ ابھی یہ دعا ہی کر رہے تھے کہ ''ابن نباح'' مؤذن نے آ کر کہا ''نماز نماز! چنانچہ حضرت علیؓ اپنے در دولت سے لوگوں کو نماز پڑھنے کیلئے بلانے کی خاطر روانہ ہوئے۔

پلاننگ کے مطابق ۱۵ر رمضان المبارک ۴۰ ہجری کی صبح نماز فجر میں حضرت امیر معاویہؓ، دمشق کی مسجد میں، حضرت عمرؓ بن العاصؓ پر اور حضرت علیؓ تینوں پر حملہ ہوا۔ حضرت امیر معاویہؓ پر حملہ میں تلوار اوچھا پڑا، جس سے آپ بچ گئے۔ حضرت عمرو ابن العاص اس دن اتفاق سے مسجد ہی نہیں گئے۔ اس لئے بچ گئے۔

ادھر حضرت علیؓ کوفہ کی جامع مسجد جا رہے تھے کہ ''عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی مرادی کا فر منافق نے آپؓ پر حملہ کرتے ہوئے ''تلوار'' ماردی، جس سے زخم بہت گہرا لگ گیا۔ تین دنوں کے بعد اسی زخم سے، آپؓ ۱۸ر رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو روایت تاریخ الخلفاء رص: ۱۸۰ر کے مطابق ۶۳ر یا ۶۴ر یا ۶۵ر یا ۵۷ر یا ۸۵ر آپ وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

اس طرح حضرت عثمانؓ کی طرح حضرت علیؓ خلیفہ رابع بھی دنیا سے چل بسے۔ قبر دارالامارۃ کوفہ میں ہے۔ تاریخ الخلفاء کے مؤلف نے لکھا ہے کہ آپؓ کو ''طی'' کے مقام میں دفن کر دیا گیا۔ لیکن انکی قبر بقول ابوبکر عیاش مخفی کر دی گئی، تاکہ خوارج بے ادبی نہ کرے۔

مروج الذہب کتاب رج ۳ر ص: ۹۳ر پر ہے کہ حضرت علی کا نسب ونسل ان کے پانچ بیٹوں '' حسنؓ، حسینؓ، محمد، عمرؓ، اور عباسؓ، سے چلی ہے۔ اور بیٹے ایک ''محسن'' بھی تھے۔ لڑکیاں

''ام کلثوم کبری، زینب کبری، والدہ فاطمہؓ، بیٹے محمد کی ماں کا نام ''خولہ بنت ایاس الحفیہ'' تھا۔ بعضوں نے جعفر بن قیس بن مسلمہ حنفی'' لکھا ہے۔ عبید اللہ، ابوبکر کی والدہ کا نام ''لیلی بنت مسعود نہشلی'' تھا۔ حضرت عمر، ورقیہ کی ماں کا نام ''تغلبیہ'' تھا۔ حضرت یحی بھی ایک بیٹا تھا۔ ان کی ماں کا نام ''اسما'' بنت عمیس خثعمیہ'' تھا۔ حضرت جعفر کربلا میں شہید ہو گئے تھے۔ انہوں نے اسماء کیلئے عون، محمد اور عبد اللہ'' کو چھوڑے۔ حضرت جعفر کی نسل عبد اللہ بن جعفر سے چلی اسماء بنت عمیس کے ساتھ ابوبکر صدیق نے شادی کی اور محمد بن ابوبکر اسماء کے پاس رہ گئے۔ پھر ان سے حضرت علیؓ نے شادی کی تو اس کے پاس یحی باقی رہ گئے۔ ایک حرشیہ بڑھیا کی دختر تھی جو دامادوں کے لحاظ سے بڑی معزز تھی۔

ولایت صوبہ جات : حضرت علیؓ کی شہادت کیوقت ممالک اسلامیہ کے صوبہ جات میں سے ''بصرہ'' کے حاکم ''حضرت عبداللہ بن عباسؓ تھے۔ بصرہ کے قاضی حضرت ابوالاسود دوئلی'' تھے۔ فارس کے حاکم ''زیاد بن ہیثمہؓ'' تھے۔ یمن کے حاکم ''عبیداللہ بن عباسؓ'' تھے۔ مکہ اور طائف کے حام ''قثم بن عباسؓ'' تھے۔ مدینہ منورہ کے حاکم ''حضرت ابوایوب انصاری یا سہل بن حنیفؓ'' تھے۔

حضرت امام حسنؓ کی امامت : اب چاروں خلیفہ دنیا سے چل بسے۔ ان کے علاوہ جنگ صفین اور جنگ جمل میں بہت سے قریب ترین عزیز واقارب اور جلیل القدر اصحاب نبی ﷺ شہید ہو گئے تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ تو ملک شام وغیرہ پر حکمراں تو تھے ہی۔ ادھر حضرت علیؓ کے دائرہ حکمرانی ''عراق، حجاز، مدینہ، کوفہ اور ان کے ملحقات پر حکومت کرنے لگے۔

امیر معاویہؓ کے بعد تقوی، پرہیز گاری اور حسن انتظام کے ساتھ حکومت اسلامیہ کو چلانے والے شرعی طور پر صحیح حقدار صحابیوں میں سے صرف حضرت امام حسنؓ حضرت امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ بچے تھے۔

حضرت علیؓ کے بعد عراقی، حجازی اور مدنی لوگوں نے ان کے بڑے صاحبزادے حضرت حسنؓ کو خلافت کی حکمرانی چلانے کے لئے بجا طور منتخب کیا۔ تاریخ ابن خلدون رج ۱رص: ۴۴۰ر کے مطابق ''قیس ابن سعد'' نے سب سے پہلے بیعت کی۔ اس کے بعد سارے معتقدین بیعت کرنے لگے۔

بیعت کے بعد تاریخ اسلام مؤلفہ معین الدین ندوی رص: ۳۸۴ر کے بقول حضرت حسنؓ ''حجاز، یمن، عراق، خراسان وغیرہ'' پر سات مہینے حکمراں بنے رہے۔

امیر معاویہؓ کی شام پر فوج کشی

اور حسنؓ کی فوج میں انتشار : حضرت امام حسنؓ کی حکمرانی امیر معاویہ کو بہت ناپسند تھی۔ وہ چاہ رہے تھے کہ حسنی مقبوضات پر بھی میرا قبضہ ہو جائے اور کل اسلامی حکومت کا حکمراں میں ہی بنجاؤں۔ چونکہ حضرت حسنؓ تو بڑے نرم دل اور نیک اور صاف ستھری شخصیت تھی۔ تاریخ الخلفاء، ص: ۱۹۰ ر کے مطابق نام حسن بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ کنیت ''ابومحمد''۔ پیدائش: ۱۵ر رمضان ۳ر ہجری میں ہوئی۔

آپؓ لڑائی جھگڑے سے کوسوں دور رہتے تھے۔ ادھر شامی حکمراں حضرت امیر معاویہؓ جانتے تھے کہ حضرت حسنؓ کی نرم مزاجی اور پرہیزگاری کے سبب جانتے تھے کہ یہ میرے بالمقابل کھڑے نہیں ہوں گے۔ نیز یہ چاہ رہے تھے کہ عراقی اور حجازی حضرت علیؓ والی حکمرانی پر بھی میرا ہی قبضہ کر کے ملت اسلامیہ ایک کر دیں۔ اس لئے تاریخ ابن خلدون رج ار ص: ۴۴۰ ر کے مطابق حضرت علیؓ والی ''شامی حکمرانی'' پر قبضہ کرنا چاہا۔

حضرت علیؓ شہادت سے چند روز پہلے بقصد شام ایک لشکر روانہ کر کے چالیس ہزار لوگوں سے جنگ و موت کیلئے بیعت لی تھی۔ مگر لشکر کشی کی نوبت آنے سے پہلے ہی یہ لوگ شہید ہو گئے۔ جب حضرت علیؓ شہید ہو گئے تب امیر معاویہؓ اہل شام سے بیعت کیلئے فوج لے کر آگے بڑھے۔

امام حسنؓ کو حضرت امیر معاویہ کی پلاننگ معلوم ہوگئی۔ اس لئے انہوں نے بھی شام کے لئے ایک لدکر لے کر امیر معاویہؓ سے پہلے کوفہ واقع شام میں پہنچ گئے۔ ان کا رہبری کرنے والا لشکر (مقدمۃ الجیش کا ٹکڑا) ان سے پہلے بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ عبداللہ بن عباسؓ اور ساقہ پر قیس'' مدائن پہنچ کر قیام کئے تھے۔ ان کے یہاں قیام کرنے سے مشہور ہو گیا کہ قیس بن سعد مارے گئے۔ اس وجہ سے لشکر حسن کے مقدمۃ الجیش میں ہیجانی سی کیفیت پیدا ہوگئی۔ لوگ ایک دوسرے سے ہی الجھ کر ایک دوسرے پر جھپٹے مار مار کر جو جو پایا لوٹ کھسوٹ کر لی۔ حتی کہ جس بچھونے پر آپؓ بیٹھے تھے۔ اور جس چادر کو آپؓ اوڑھے تھے وہ تک لوگوں نے چھین چھان لی۔ آپ کی حمایت کو ''ربیعہ'' اور ''ہمدان'' نامی دو شخص اٹھ کر مجمع کو منتشر کیا اور آپؓ کو تخت پر بٹھا کر مدائن لاکر قصر ابیض میں ٹھہر گئے۔

چونکہ حضرت حسنؓ جھگڑے فساد سے دور رہتے تھے۔ اس وقت اگر حجازی اور عراقی سلطنت پر حکمرانی کرنے کے لئے لڑتے تو دین اسلام کی جو بھی رہی سہی قوت تھی۔ ختم ہو کر برباد ہو جاتی۔

حضرت حسنؓ کا معاویہ کو خط : اب ضرورت تھی کہ حضور ﷺ سے حضرت عثمان غنیؓ تک کی جو ایک ملت اسلامیہ کی حکمرانی رہی اس کو بحال کی جائے۔اس لئے شورو غل اور انتشار کے بعد امام حسنؓ نے لوگوں کی خود رائی اور نفاق کے سبب امیر معاویہؓ کو خط لکھا کہ:

''میں خلافت وحکومت سے اس شرط پر دست بردار ہونا چاہتا ہوں کہ'' جو کچھ (تقریبا پانچ لاکھ دینار) کوفے کے بیت المال میں ہے۔دے دو۔اسی طرح مضافات فارس موسوم بہ دارالجبر کا خراج مجھے دیتے رہو اور میرے پدر بزرگوار کو میرے سامنے سخت وناملائم کلمات سے یاد نہ کرو''۔

اس خط کے لکھنے کے بعد حضرت حسنؓ نے حسینؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ سے اس کا تذکرہ کیا۔ان دونوں حضرات نے خلافت سے دست برداری نہ کرنے کے لئے بہت سمجھایا۔حضرت حسنؓ اپنی رائے پر قائم رہے۔حضرت حسنؓ کے خط بھیجنے سے چند پیشتر ہی حضرت امیر معاویہؓ نے بھی ایک سادہ کاغذ پر دستخط اور مہر لگا کر بھیج کر یہ لکھا تھا کہ'' اس کاغذ پر جو بھی شرائط آپ پیش کریں گے۔مجھے وہ سب منظور ہیں''۔حضرت ام حسنؓ نے اس کاغذ پر چند شرائط اس کاغذ پر لکھ کر رکھ لی۔

اس کے بعد حضرت امام حسنؓ نے اہل عراق کو آپ نے جمع کر کے خطبہ دیتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ:

''جانو کہ تم لوگوں نے دو مقتولوں کے کے درمیان صبح کی ایک مقتول صفین کے جس کے لئے تم رو رہے ہو،اور ایک مقتول نہروان کے،جس کا معاوضہ طلب کر رہے ہیں۔باقی جو ہیں وہ حاذل ہیں۔رونے والے بدلہ لینے والے ہیں۔امیر معاویہؓ نے ایک امر پیش کیا ہے۔جس میں نہ تو عظمت ہے،نا ہی انصاف۔پس اگر تم اپنی موت پر راضی ہو تو ہم اس امر کو قبول نہ کریں اور ان سے اللہ تعالی کے بھروسہ پر تلواروں سے فیصلہ کریں اور اگر زندگی کو دوست رکھتے ہو تو ہم اس کو قبول کرلیں اور تمہاری خوشنودی حاصل کریں''۔

امیر معاویہؓ سے حسنؓ کا بیعت ہونا :لوگوں نے صلح قائم رکھنے کے لئے آواز لگائی۔تب حضرت امام حسنؓ بن علیؓ کنیت ''ابومحمد'' ریحانہ النبی لقب تاریخ اسلام مؤلفہ معین الدین ندوی کی تحقیق کے مطابق ۴۰ رہجری مطابق ۶۶۱ء سے ۴۱ رہجری مطابق ۶۶۲ء تک حکمرانی کر کے حضرت امیر معاویہؓ سے بارہ ربیع الاول ۴۱ ہجری کو صلح کر کے مدت کے بعد ملت اسلامیہ کو

ایک پلیٹ فارم پر لا کھڑا کیا اور ایک امیر المسلمین حضرت امیر معاویہؓ کو تسلیم کر کے شامی اور عراقی وحجازی دو ٹکروں میں جو ملت اسلامیہ تقسیم ہو کر تعصّبانہ طور پر ایک دوسرے سے آپس ہی میں لڑتے دینی خدمات انجام دے رہے تھے، اس کو متحد کر دی۔

اس طرح حضورﷺ کی اپنے بارے میں اس پیشین گوئی کو بھی پوری کر دی کہ جس میں آپﷺ نے فرمایا تھا کہ ’’میرا یہ بیٹا سید ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالی انکے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑی جماعتوں کو ایک کر کے صلح کرا دے گا‘‘۔ اللہ تعالی آپؓ کی ذات پر لاکھوں، عربوں اور کروڑوں کروڑوں رحمتیں برسائے۔ آمین ثم آمین۔

بہر حال! وقت کی نزاکت کے عین مطابق آپؓ نے رمضان ۴۰ ہجری سے ربیع الاول ۴۱ ہجری تک کل چھ ماہ چند روز تک حکمرانی کر کے حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ بیعت کر کے ان کو خلیفہ المسلمین بنا کر دین اسلام کی سلطنت کے لئے واحد حکمراں بنا دی۔ اس طرح اُپؓ نے اپنی ذاتی حکمرانی کے غرور میں دین اسلام کو نقصان نہیں پہنچایا۔

اس کے بعد امیر معاویہ کے حکم سے عوام کے سامنے اپنی معذوری کا خطبہ پیش کر کے مع اہل و عیال و جملہ متعلقین مدینہ منورہ کو روانہ ہو گئے۔ تا حیات آپؓ مدینہ منورہ ہی میں رہ کر عبادات الٰہی میں مصروف رہے۔

اھل بصرہ شرائط پوری کرنے سے مکر گئے : جب حضرت امیر معاویہؓ کو خلیفہ تسلیم کر کے امام حسنؓ مدینہ آ گئے تب شرائط پر عمل کرنے کے لئے حضرت امیر معاویہؓ کو اور اہل بصرہ خراج دار دارالجبر کو شرائط پوری کرنے کے لئے درخواست کی۔ لیکن بصرہ اور دارالجبر کے لوگوں نے شرائط پوری کرنے سے مکر گئے۔

اس کے بعد اہل عراق کو آپ نے جمع کر کے خطبہ دیتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ:

’’جانو کہ تم لوگوں نے دو مقتولوں کے کے درمیان صبح کی ایک مقتول صفین کے جس کے لئے تم رو رہے ہو، اور ایک مقتول نہروان کے، جس کا معاوضہ طلب کر رہے ہیں۔ باقی جو ہیں وہ حاذل ہیں۔ رونے والے بدلہ لینے والے ہیں۔ امیر معاویہؓ نے ایک امر پیش کیا ہے۔ جس میں نہ تو عظمت ہے، نا ہی انصاف۔ پس اگر تم اپنی موت پر راضی ہو تو ہم اس امر کو قبول نہ کریں اور ان سے اللہ تعالی کے بھروسہ پر تلواروں سے فیصلہ کریں اور اگر زندگی کو دوست رکھتے ہو تو ہم اس کو قبول کر لیں اور تمہاری خوشنودی حاصل کریں‘‘۔

اس خطبہ کے سننے کے بعد عوام نے چلا چلا کر صلح قائم رکھنے کے لئے کہا۔ چنانچہ آپؓ نے صلح قائم رکھ کر امیر معاویہ کو خلیفہ تسلیم کر کے امت کو متحد کر دی۔

حضرت حسنؓ کی وفات :اس کے بعد مدینہ شریف میں رہنے لگے۔ تاریخ تاریخ اسلام معینی کی تحقیق کے مطابق خلافت سے دست برداری کے ۹؍سال بعد ۵؍ربیع الاول ۵۰؍ہجری اور بروایت دیگر مؤرخین ۴۹؍ہجری میں مدینہ منورہ میں چھٹویں بار ہیرے کی شمولیت والے پانی کے زہر سے ۴۵؍یا ۴۶؍سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں زہر کھانے کے تیسرے دن آپؓ کی شہادت ہوگئی۔

تاریخ الخلفاء؍ص:۱۹۳؍کے مطابق آپ کی بیوی ''جعدہ'' دختر اشعث'' کو یزید بن معاویہؓ نے پوشیدہ طور پر امام حسن کو زہر کے ذریعے سے قتل کر دینے پر خود شادی کر لینے کی پیشکس کی تھی۔ اچنانچہ آپؓ کی بیوی جعدہ نے آپ کو تیسری بار زہر دے کر ۵؍ربیع الاول ۵۰؍ہجری اور بقول بعض ۴۹؍ہجری و بقول بعض ۵۱؍ہجری شہید کر دی۔ مگر سوئے اتفاق کہ جعدہ سے یزید نے یہ کہ کر شادی سے بھی انکار کر دی کہ ''میں تجھ کو حسن کے نکاح میں نہ دے سکا تو اپنی بیوی کیسے بنالوں؟''! خسر الدنیا والآخرہ !امام حسین کو یہ زہر خورانی کی خبر معلوم ہوئی تو بھائی سے موت سے قبل پوچھا تھا۔ لیکن انہوں نے بیوی کا عیب نہیں بتایا!

قبر مبارک :حضرت فاطمۃ الزہرأؓ کے پہلو میں جنت البقیع میں ہے۔ زہر کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ کی بیوی ''جعدہ'' نے امیر معاویہؓ کے مشورہ سے دی تھی۔ مگر اس کی صحیح تحقیق نہیں ہے۔ دفن کے لئے آپ نے روضہ اقدس کے اندر وصیت کی تھی۔ حضرت عائشہؓ نے اجازت بھی دے دی تھی مگر بنی امیہ کے لوگوں کے عثمانؓ کے یہاں دفن نہ کر دینے کو سبب بنا کر مزاحمت کی۔ اس وجہ سے حضرت حسنؓ ہی کی دوسری وصیت کے مطابق جنت البقیع میں ان کی امی جان حضرت فاطمۃ الزہرأؓ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ دائمۃ!

بنی امیہ حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت اسلامیہ

اب بنو امیہ خاندان سے ملت اسلامیہ کی واحد حکمرانی کے پہلے حکمراں تاریخ الخلفاء ؍ص:۲۰۳؍ کے مطابق بڑے توند والے موٹے تازے سب سے پہلے بیٹھ کر خطبہ دینے والے امیر حضرت امیر معاویہؓ ہوئے۔ بنوامیہ کی حکمرانی کی انتہا ''مروان الحمار'' پر ہے۔ حضرت معاویہؓ اموی خاندان سے تھے۔ اس لئے بنوامیہ کہلاتے ہیں۔ آپ شجرۂ نسب پڑھ چکے ہیں کہ حضرت

رسول مقبول ﷺ کے دادا کے دادا ''عبد مناف'' کے دولڑ کے ''ہاشم اور امیہ تھے۔ ہاشم بن امیہ کی اولاد ''ہاشمی'' کہلاتی تھی۔ اسی ہاشمی خاندان سے ہمارے حضرت ﷺ اور ان کی نسلیں ہیں۔ اسی طرح امیہ بن عبد مناف کے خاندان ''بنو امیہ یا اموی کہلاتی تھی۔ اس خاندان سے حضرت امیر معاویہؓ بن سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، مروان، اور حضرت عثمانؓ ہیں۔ یہ لوگ بنو امیہ کہلاتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ کا شجرہ نسب باپ کی طرف سے ''سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف'' ہے۔ ماں کی طرف سے ''معاویہ بن ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف'' ہے۔ یعنی عبد مناف نبی اکرم ﷺ کے چوتھے دادا ہیں۔ باپ کی طرف سے امیر معاویہ حضور ﷺ کے پانچویں پشت میں اور ماں کی طرف سے بھی پانچویں پشت مل جاتے ہیں۔ اس کا مطلب صاف ہے کہ پانچویں پشت میں امیر معاویہؓ بھی حضور ﷺ کے نسب میں مل جاتے ہیں۔ اس سے رشتہ امیر معاویہ کا حضور کے قریبی سالے کا ہے۔ کیوں کہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ وہ امیر معاویہ کے حقیقی بہن ہیں۔ مثنوی شریف میں مولانا رومی نے امیر معاویہؓ کو تمام مؤمنوں کا ماموں لکھا ہے۔ آپ کاتب وحی بھی تھے۔ صلح حدیبیہ کے دن ۶ ہجری میں قبول کر لئے تھے۔ اہل مکہ کے خوف سے حکمتا اسلام کو چھپائے رکھا۔ فتح مکہ کے دن اس کو ظاہر فرما دیا۔ جنگ بدر کے دن کفار کی طرف سے مجبوراً آئے تھے۔

امیر معاویہؓ کو منافقین لوگوں نے ہاشمی اور اموی خاندان کے تعصب میں جکڑ کر جنگ کروادی۔ جس کا وقتی طور پر احساس تک نہ ہوسکا۔ چنانچہ منافقین لوگ ہاشمی کی اولاد کو جا جا کر بتلاتے تھے کہ حضور تمہارے خاندان سے ہیں۔ حضرت علیؓ کے داماد ہاشمی ابھی موجود ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ کے بعد حضرت علیؓ کا حق خلافت بنتا ہے۔ اس لئے ان کو خلیفہ بناؤ! بظاہر نسلی آدمی کو یہ بات اچھی بھی لگ رہی تھی۔ اس لئے بہت سے لوگ اس طرف کے بھی بہک گئے۔

اسی طرح حضرت عثمانؓ کے خاندانی لوگوں کو جا جا کر کہتے تھے کہ عثمانؓ اموی ہیں۔ تم بھی اُموی ہو۔ اس لئے ان کو خلافت پر برقرار رکھو۔ اس طرح علیؓ اور ہاشمی لوگ انہی کے بہکانے سے عثمانیؓ خاندان کے لوگوں سے گفت وشنید کے درمیان بالمقابل آجاتے تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں تو بات بات پر لڑنا اس تعلق سے ہوتا ہی تھا۔ وہی صورت حال یہ منافقین پیدا کر کر کے اسلام دین کو ختم کرنے کی سازش کر رہے تھے۔ اس سازش کے تحت حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ اور دیگر طریقین کے جلیل القدر اور معتمد ترین اصحاب نبی ﷺ کو شہید کر کے مسلمانوں کو اور ان کی وحدت والی سلطنت اسلامیہ کو بانٹ چکے تھے۔

اب جب کہ امام حسنؓ نے حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کر کے اپنے مفاد اور غرور کو قریب تک آنے نہیں دیا اور ملت اسلامیہ کو حضرت امیر معاویہؓ کو سردار تسلیم کر کے متحد کر دی تو ان منافقین غدار سبائی خارجی گروہ کو دل دہلنے لگا کہ اب خیر نہیں! اب میرا نمبر ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ ۲۵ ربیع الاول بارہ وفات ۴۱ ہجری کو آپ پوری ملت اسلامیہ کے واحد حکمراں مسلم ہوئے۔ بروایت طبری رج ۴رص: ۱۳۰ر اہل اسلام نے ان سے مقام ''اذرخ'' میں بیعت کی۔ راجدھانی حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت آدمؑ کے بسائے ہوئے قدیم ترین شہر ''دمشق'' کو بنائی۔ بڑی نیکی، سمجھداری کے ساتھ اسلامی سلطنت کو ترقی دیتے اور اس کیلئے فتوحات کرتے رہے۔ خلافت سے پہلے تو حضرت ابو بکرؓ نے ملک شام کی فتحیابی کے بعد کنٹرولنگ کے لئے امیر معاویہؓ کے بھائی یزید بن ابوسفیان کو مقرر فرمایا تھا۔ بھائی کے ساتھ دمشق امیر معاویہؓ بھی جا کر رہ گئے۔ حضرت یزید بن ابوسفیان حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب قریب المرگ ہوئے تو اپنے بھائی امیر معاویہؓ کو ''دمشق'' کا حاکم بنا دیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے بھی آپؓ کو عہدۂ خلافت پر برقرار رکھا۔ اسی زمانے سے آپ دمشق کے حاکم رہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں تو دمشق کے ساتھ ساتھ کل ملک شام کا حاکم بنا دیا۔ اس طرح بدستور امیر معاویہؓ کل ملک شام کے امیر بدستور ۲۰ رسالوں تک قائم رہے۔ حضرت حسنؓ نے جب سلطنت آپؓ کو ۴۱ رہجری میں سونپ دی تو پھر چھٹویں خلیفۂ اسلام بن کر کل اہل اسلام کی سلطنت کا بھی بیس سال خلیفہ رہے۔ جب خلیفہ بنے تو مدینہ منورہ کا حاکم ''مروان الحکم'' کو امیر بنا دیا۔

خارجیوں کی سازش: خلافت کی گدی پر بیٹھ کر پورے اطمینان سے فتوحات کرتے حکمرانی کرتے رہے۔ مگر خارجی گروہ کے لوگ بھی دق کرنے اور چالبازی، مکر وفریب کے ساتھ اسلامی حکومت کو، خود حضرت امیر معاویہؓ کو تنگ کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑا۔ یہ لوگ بھی اب اسلامی گروہ کو ختم کرنے کے لئے اب اپنی باضابطہ حکمرانی قائم کر کے مستقل پاور اور قوت میں آنا چاہتے تھے۔

اس وجہ سے آئے دن عراق میں جھگڑے فسادات ہوتے ہی رہتے تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ پہلے پہل تو نرمی اور سمجھوتہ سے عراق کے فسادات کو روک کر امن بحال کرنا چاہا۔ لیکن جب اس رویے سے فساد نہیں رکا، تب اپنے فوجی کمانڈر میں سے ایک سخت مزاج شخص ''زیاد'' کو عراق کا گورنر بنا کر بھیج دی۔ جس نے تھوڑے ہی دنوں میں وہاں اپنی سختی سے امن بحال کر دی۔ اس کے بعد عراق میں بظاہر خارجیوں کی قوت قریب قریب ختم ہوگئی۔ اس کے بعد فتوحات اسلامیہ کی

طرف آپ نے توجہ کی۔ افریقہ کا گورنرعقبہ بن نافع کو بنایا۔ جنہوں نے ''قیروان'' کو چھاؤنی بنا کرمصر، سے مراقش تک فتح کر کے اسلامی سطمت کا صوبہ بناتے ہوئے بحرظلمات کے کنارے تک فتحیابی حاصل کر کے سمندر ہی سمندر نظر آنے پر اللہ سے یہ دعاء مانگ کر واپس ہو گئے کہ اے اللہ! اگر سمندر نہ روکتا تو جہاں تک تیری زمین ہے۔ میں تیری راہ میں لڑتا چلا جاتا''!

خیر! حضرت امیر معاویہؓ نے ایک دین اسلام کا واحد حکمراں بن کر ملت اسلامیہ کی زبردست اشاعت کی۔ ادھر خارجی بچے کھچے لوگ جو اسلامی حکمرانی کی ترقی اور فتوحات کو دیکھ رہے تھے۔ ان سے ان کا دل جل رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ کسی جھاڑی میں شیر نہیں ہے۔ نہیں سمجھنا چاہئے۔ اس لئے ہر جگہ پھونک پھانک کر قدم رکھنا عقلمندی ہے۔ کوئی مدمقابل اب نہیں ہے۔ یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے۔ شیطان انسان کے خون میں دوڑتا سازش کرنے کے لئے مخالفین نہیں تو اپنوں میں سے بھی وجہ بنا کر کھڑا کر دیتا ہے۔ جنت سے انسان کے ساتھ یہی صورت پیش آرہی ہے۔ اس لئے خارجی یعنی ثالثی سے ہر وقت الرٹ رہنے کو اللہ تعالی نے ہدایت فرمائی ہیں۔ اب جو امیر معاویہؓ کی صدارت وامارت میں اسلام تقری پذیر تھا۔ اس ترقی کو روک کر پھر تنازع کا شکار کرنے اور مسلمانوں کو تقسیم کر کے خارجی سبائی بچے کھچے لوگوں نے خفیہ سازش شروع کر دی۔

ولی عہدی کا شونسہ : اس تعلق سے ان خارجی سبائی کی نظر حضرت امیر معاویہؓ کے بعد کی حکمرانی کو تقسیم کرنے کی صورت پر پڑی۔ اس نظریے پر عمل کرنے کے لئے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو محبت سے عداوت کرنے کے لئے منتخب کیا۔ اس لئے کہ حضرت امیر معاویہؓ کے رائٹ ہینڈ یعنی نہایت قریبی اور صاحب الرائے شخصیت حضرت مغیہ بن شعبہ ہیؓ تھے۔ ان خارجیوں نے ان کو اپنے ہاتھ میں حکمت سے لے کر امیر معاویہؓ تک ''ولی عہدی'' کا شونسہ نکالا اور حضرت امیر معاویہؓ کی ان کے ذریعے اپنے بیٹے ''یزید'' کو اپنی زندگی ہی میں خلیفہ بنا دینے کے لئے طے کر دینے کیلئے ذہن سازی کی۔

مغیرہ بن شعبہؓ کے ذریعے یہودی سازش : حضرت مغیرہ بن شعبہؓ ان یہودیوں کی محبت کی جال میں ایسے پھنسے کہ ان کو محسوس ہی نہیں ہوا کہ دین اسلام کو مٹانے کے لئے یہ ایک سازش کی جارہی ہے۔ چنانچہ یہودیوں کی دوستی میں پھنس کر یزید کی ولی عہدی کی بات حضرت امیر معاوہؓ تک انہوں نے پہنچا دی۔

امیر معاویہؓ کا فیصلہ اور وجہ: حضرت امیر معاویہؓ پچھلے حالات خصوصاً حضرت عثمانؓ کی شہادت، حضرت علیؓ کی شہادت سے واقف تھے۔ جب اپنے بیٹے کی ولی

عہدی کا خیال یہودی سبائی خارجیوں نے مشورتا ڈالا تو سوچنے لگے اور بہتر سمجھا کہ بعد میں کوئی اختلاف نہ ہو۔ اس لئے اپنی زندگی ہی میں بیٹے کیلئے ولی عہد طے کردیں تو بہتر ہی ہوگا۔ چنانچہ اس کے لئے آپ ذہنی طور پر تیار ہو گئے۔

وجہ اس کی یہ ہوئی کہ ایسا زندگی میں ہوتا ہے کہ مستقبل کے بڑے مفاد کی خاطر ایک فیصلہ انسان لے لیتا ہے۔ مگر ضروری نہیں کہ اس فیصلے کے مطابق بعد میں حالات صحیح ہی پیدا ہوں۔ کیوں حالات بگاڑنے کے لئے ہر وقت شیطان موجود رہتا ہے۔ سبائی غدار خارجی لوگ تو ملت اسلامیہ کی وحدت کو توڑنا چاہتے تھے۔ اس لئے ان لوگوں نے جو محبت کے پردے میں اعداوت کر تے ہوئے بنوامیہ کی اسلامی حکمرانی کا خواب دیکھا کر ان کو ''یزید'' بیٹے کی ''ولی عہدی'' کیلئے ذہن سازی کی، اور اتنا پیچھے پڑے کہ اپنے بیٹے کے بالمقابل ملت اسلامیہ کی گدی سنبھالنے والے کئی اصحاب رسول ﷺ، خصوصا حضرت امام حسینؓ جیسے نیک، متقی، پرہیزگار اور نواسۂ رسول ﷺ کی نسبت سے بھی زیادہ حقدار و جانشین محمد ﷺ موجود تھے۔

مگر ان کی طرف غالبا امیر معاویہؓ کا خیال اس لئے نہیں گیا کہ شاید وہ بھی امام حسنؓ کی طرح حکمرانی کے عہدے سے دست بردار ہو کر یزید کی مخالفت نہیں کریں گے۔

اسی طرح حضرت امیر معاویہؓ اپنے بیٹے کی حکمرانی اور اس کے بعد تسلسل کے ساتھ اپنے خاندان میں اسلامی حکمرانی کے خیال کے چکر میں یہ خیال نہیں کیا، یا انہیں شیطان یہودی سبائی خارجی لوگوں نے خیال نہیں آنے نہیں دیا۔

یزید کی ولی عہدی کیلئے

بیعت اور امت میں اختلاف : چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ اپنے بیٹے یزید کو ۵۰ر ہجری میں ''ولی عہد'' مقرر کر کے اہل شام کو اس کے بیعت کیلئے بلا لیا۔ اس ولی عہدی کے سبب اب امت میں اختلاف ہوا کہ یزید کے مقابلے میں امام حسن نواسۂ رسول خلافت کے حقدار ہیں۔ گفت وشنید کے بعد بات ٹل گئی۔ مگر ذہن میں رہی۔ بروایت طبری رج ۶ر ص:۱۱۴ر پھر ۵۶ر ہجری میں یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کردی۔ طبری کے بقول زیاد بن ابوسفیان ''یزید بن امیر معاویہؓ بن ابوسفیان''، یعنی اپنے بھتیجے کی خلافت کے لئے (اپنیتی کی فطری ذہنیت کے سبب) زیادہ کوشس کی۔ اس کے لئے ''عبیداللہ'' کو یزید کے پاس بھی مشورہ کے لئے بھیج کر غیر شرعی افعال کرنے سے منع کرتے ہوئے ولی عہدی کی خوش خبری سنائی۔ جس کے سبب یزید نے بہت سے غیر شرعی حرکتوں کو کرنا چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اندرونی طور پر ولی عہدی کی تحریر لکھ دی۔

زیاد بن ابوسفیان کے مرجانے کے بعد امیر معاویہؓ نے یزید کے نام ولی عہدی والی تحریر نال کر یزید کی جانشیی والے مضمون کو ارباب حکمراں اور معتمد ترین اصحاب نبی ﷺ کے سامنے پڑھ کر سنایا۔ اس تحریر کو "حسین بن علیؓ، ابن عمرو، ابن زبیرؓ، عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ، ابن عباسؓ" کل پانچ شخصیتوںؓ کو چھوڑ کر باقی تمام حاضرین صحابہ نے قبول کر لی۔

امیر معاویہؓ کا حسینؓ بن علیؓ سے بات چیت

تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے مدینہ آئے۔ اس سال کوفے کا حاکم "ضحاک بن قیس، بصرہ کا حاکم "عبید اللہ بن زیاد، خراسان کا حاکم "سعید بن عثمانؓ" تھے، اور مدینے کا حاکم و امیر "حضرت مروان بن الحکم" تھا۔ یہاں مدینے میں حضرت امیر معاویہؓ آ کر حسین بن علیؓ کو بلا کر پوچھا کہ اے فرزند! برادر قریش میں سے پانچ شخصوں کے علاوہ جن لوگوں کے تم ہی سردار ہو۔ سبھوں یزید کی ولی عہدی کو مان کر میرے بعد بیعت کرنے کے لئے تسلم کر چکے ہیں۔

۱ : **پھر** مخالفت کرنے سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

۲ : **معاویہؓ** نے کہا : ہاں! تم ہی ان لوگوں کے سرگروہ ہو!

۳ : **حسینؓ** نے کہا: پھر تو ان سبھوں کو بلاؤ۔ اگر وہ لوگ بیعت کر لیں گے تو میں بھی بیعت کرلوں گا۔ میرے بارے میں لیکن کسی امر تعجیل (جلدی بازی) نہ کرنا۔

۴ : **حضرت معاویہؓ** نے کہا: کیا تم ایسا ہی کرو گے؟

۵ : **حسینؓ** نے کہا :ہاں!

۶ : **معاویہؓ** نے "حسین بن علیؓ" سے اس بات کا وعدہ لیتے ہوئے کہا کہ "کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

۷ : **حسینؓ** نے پہلے تو انکار کیا پھر قبول کر لی۔

۸ : **معاویہؓ** اس کے بعد باہر نکل گئے۔

امیر معاویہؓ کا حضرت زبیرؓ سے گفتگو

حضرت امیر معاویہؓ نے مدینہ آ کر حسین بن علیؓ کو بلا کر پوچھا کہ اے فرزند! برادر قریش میں سے پانچ شخصوں کے علاوہ جن لوگوں کے تم ہی سردار ہو۔ سبھوں یزید کی ولی عہدی کو مان کر میرے بعد بیعت کرنے کے لئے تسلم کر چکے ہیں۔

۱ : **پھر** مخالفت کرنے سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

۲ : **ابن زبیرؓ**: کیا میں ان کا سرگروہ ہوں؟

۳ : **معاویہؓ** نے کہا : ہاں! تم ہی ان لوگوں کے سرگروہ ہو!

۴ : **ابن زبیرؓ** نے کہا: پھر تو ان سبھوں کو بلاؤ۔ اگر وہ لوگ بیعت کرلیں گے تو میں بھی بیعت کرلوں گا۔ میرے بارے میں لیکن کسی امر تعجیل (جلدی بازی) نہ کرنا۔

۵ : حضرت **معاویہؓ** نے کہا : کیا تم ایسا ہی کروگے؟

۶ : **ابن زبیرؓ** نے کہا : ہاں!

۷ : **معاویہؓ** نے "ابن زبیرؓ" سے اس بات کا وعدہ لیتے ہوئے کہا کہ "کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

۸ : **ابن زبیرؓ** : نے کہا! اے امیر المؤمنین! ہم لوگ خدا عزوجل کے حرم میں ہیں۔ خدا سبحانہ تعالی کے نام پر عہد کرنا امر عظیم ہے۔ اس کے بعد ابن زبیر نے عہد کرنے سے انکار کر کے باہر چلے گئے۔

امیر معاویہؓ کا حضرت ابن عمرؓ سے گفتگو

حضرت امیر معاویہؓ نے مدینہ آکر حسین بن علیؓ کو بلا کر پوچھا کہ اے فرزند! برادر قریش میں سے پانچ شخصوں کے علاوہ جن لوگوں کے تم ہی سردار ہو۔ سبھوں یزید کی ولی عہدی کو مان کر میرے بعد بیعت کرنے کے لئے تسلم کر چکے ہیں۔

۱ : **پھر** مخالفت کرنے سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

۲ : **ابـــن عـــمـــرؓ**: نے کہا کہ ایسی بات کیوں نہ کروں، جس میں کچھ برائی بھی نہیں۔ خونریزی بھی نہ ہو اور تمہارا کام بھی بن جائے۔

۳ : **معاویہؓ** نے کہا : ہاں! میں ایسا ہی چاہتا ہوں۔

۴ : **ابـــن عـــمـــرؓ** نے کہا : اپنی کرسی باہر نکالو۔ میں تم سے اس بات پر اتفاق کروں گا کہ تمہارے بعد جس بات پر قوم اتفاق کرے گی۔ میں بھی اس اتفاق میں داخل ہو جاؤں گا۔ واللہ! تمہارے بعد اگر کسی غلام حبشی پر بھی قوم کا اجماع ہو جائے گا، تو میں بھی اس اجماع میں داخل ہوں گا۔

۵ : **معاویہؓ** نے کہا : کیا تم ایسا ہی کروگے؟

۶ : **ابـــن زبیـــرؓ** نے کہا : ہاں! اس کے بعد باہر نکل کر دروازہ اپنے گھر کا بند کر بیٹھ گئے۔ لوگ آیا کرتے تھے۔ مگر بات کرنے کی اجازت نہ ملتی تھی۔

امیر معاویہ رضؓ کا
حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضؓ سے گفتگو

۱ : حضرت امیر معاویہؓ اس کے بعد عبدالرحمن ابن ابی بکرؓ کو بلا بھیجا۔ وہ آئے تو کہا: پسر! کس دل وجگر سے میری مخالفت کر رہے ہو؟

۲ : **عبد الرحمنؓ**: نے کہا کہ: میں سمجھتا ہوں۔ میرے حق میں یہی بہتر ہے؟

۳ : **معاویہ** رضؓ نے کہا : میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ تم کو قتل کردو!

۴ : **عبد الرحمن**! نے کہا :ایسا کرے گا تو خدا تجھ پر دنیا لعنت بھیجے گا اور آخرت میں دوزخ میں ڈال دے گا۔

۵ : **معاویہؓ** نے کہا : کیا تم ایسا ہی کروگے؟

۶ : **ابن زبیر** رضؓ نے کہا : ہاں! اس کے بعد باہر نکل کر دروازہ اپنے گھر کا بند کر بیٹھ گئے۔ لوگ آیا کرتے تھے۔ مگر بات کرنے کی اجازت نہ ملتی تھی۔

امیر معاویہ رضؓ کا یزید کو نصیحت

حضرت امیر معاویہؓ مخالفین بیعت سے بات چیت کرکے اپنے تئیں یزید کی خلافت کے لئے راہ ہموار کردی۔ اس حقیقت کو یزید بیٹے کو سمجھاتے ہوئے نصیحت کی کہ:

''اے بیٹے! میں نے تیرے خلاف تمام مخالفین ''حسین بن علیؓ، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، عبداللہ بن عمرؓ' سے بات چیت کرکے تیری خلافت کے لئے راستہ ہموار کردی ہے۔ مخالفین میں سے عبداللہ ابن عمرؓ کا تو عبادت نے کام تمام کردیا۔ باقی چار لوگ نزاع کریں گے۔ چاروں مخالفین میں سے جب کوئی باقی نہ رہے گا تو پھر وہ بھی تیری اطاعت کرلیں گے۔ (رہے حسین بن علیؓ! تو ان کے حامی عراقی کوفی لوگ ہیں)۔ حسین بن علیؓ کو اہل عراق جب تک خروج پرآمادہ نہ کرلیں گے تب تک انہیں وہ لوگ نہیں چھوڑیں گے۔ (یعنی حسین بن علیؓ سے محبت کے سبب ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے عراقی کوفی لوگ ں بلا کرہی رہیں گے)۔

سنو! اے بیٹے! اگر حسین بن علیؓ تم خروج کریں گے، اور تو ان پر قابو پالیا تو

ان کو درگذر کرنا۔ان کو قرابت قریبہ حاصل ہے۔،اور وہ بڑا حق رکھتے ہیں۔
(رہا مسئلہ! پسر ابوبکرؓکا تو) وہ وہ شخص ہے کہ اصحاب کو وہ جو کام کرتے دیکھے گا۔ وہ ایسا ہی کرے گا۔۔اسے عورتوں اور لہولعب کے سوا کسی بات کا خیال نہیں ! ہاں شیر کی طرح تیری گھات میں بیٹھنے والا اور لومڑی کی طرح تجھے دھوکہ جو دے گا،اور تجھ پر جب بھی موقع ملے گا۔حملہ کردے گا۔ وہ ہے''ابن زبیرؓ!اگر وہ ایسی حرکت کرے تو اور تیرے قابو میں آجائے تو اس کے ٹکڑے اڑا دینا''۔

یـــزید کے نام پانچ اصحاب نبی ﷺ کا ولـی عہدی تسلیم نہ کرنے کـی وجہ :بہرحال! حضرت امیر معاویہؓ نے مخالفین سے مدینہ آکر یزید کی ولی عہدی قبول نہ کرنے کے بارے میں سوال وجواب کیا۔لیکن ان پانچ لوگوں نے یزید کی ولی عہدی کو کسی بھی حال میں تسلیم نہیں کیا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ قدیم غیر اسلامی اور بادشاہانہ طریقہ حکمرانی باپ کے بعد بیٹا، بیٹا کے بعد پوتا والی سلسلہ وار حکمرانی کی پھر سے بنیاد پڑ رہی تھی۔یعنی جس تعصب اور شخصی حکمرانی کو نبی کریم ﷺ نے محنت ومشقت سے ختم کر کے تمام افراد انسانی کی آزادی والی خلافت کی حکمرانی قائم کی تھی۔اس کا خاتمہ ہو رہا تھا۔

قـاعدہ : اس کو برقرار رکھنے کے لئے سوچویشن کا تقاضا تھا کہ حقدار سامنے آکر اپنے حق کے موافق سربراہی کرے۔جیسے''وکیل''وکالت کرتا ہے۔''قاضی''فیصلہ کرتا ہے۔''امام''امامت کرتا ہے۔''حافظ''ہی تراویح پڑھاتا ہے۔اس کے خلاف کرنے پر مخالفین سے ہر حال میں جنگ کی جائے گی اور ان حقدار لوگوں کو ان کے منصب پر زبردستی لایا جانا یہ قاعدہ ہے۔

حـضـرت امـام حسینؓ کا یزید کے مقابل آنا: اسی اصلی اصول وقاعدہ کے کے سوچویشن کے تقاضے کے موافق حضرت امام حسینؓ امیر معاویہؓ کی ۶۰ رہجری میں ان کی وفات کے بعد یزید کے سامنے آئے اور کسی کی بھی نہ سنے۔پھر کوفی لوگوں نے ڈیڑھ سو خطوط لکھ کر اس حق کی آواز لگانے میں ساتھ دینے کیلئے تیار بھی تھے۔ بیعت کرنے کیلئے امام حسینؓ کو بلایا بھی۔حضرت امام حسینؓ ان کوفیوں کی دعوت پر پہنچ گئے۔

یـزیـدی فوج کی زبردستی : مگر یزیدی فوج نے سازش کر کے راستے ہی میں گھیر لیا اور میدان کربلا میں بالآخر حضرت امام حسینؓ کو روک کر حضرت امام حسینؓ سے زبردستی اور غیر شرعی طور پر بداخلاق سلوک کرنا شروع کردی۔جس کے نتیجے میں حضرت امام حسینؓ کو ان گمراہ

لوگوں سے جنگ شروع کرنی پڑی۔ جس میں بے دردی کے ساتھ ۱۰ رمحرم الحرام ۶۱ رہجری کو شہید کر دیا۔ دشمنوں نے مراد پوری کرلی۔ ''سر'' مبارک کاٹ کر برچھیوں پر چڑھا کر عورتوں کو گرفتار کر کے پہلے کوفہ پھر شام روانہ ہو گئے۔ جب دمشق یزید کے پاس یہ لوگ پہنچے تو یزید بھی ضبط نہ کر سکا اور بے اختیار، رُو کر ابن زیاد کو بہت برا بھلا کہا۔ اس کے بعد اہل بیت کو سکونت و سہولت سے رکھ کر بہت سا، سامان دے کر مدینہ منورہ واپس کر دیا۔ اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ ''شہادت حسینؓ'' پس منظر محض منافقین سبائیوں، خارجیوں کے سبب ہوئی۔

بقلم خاص: مفتی محمد سجاد حسین القاسمی، نانپوری
مقیم حال! بنگلور کرناٹک، انڈیا
تاریخ: یکم جولائی ۲۰۲۴